إن الدين عند الله الإسلام

ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ

لاہور

جاری کردہ بحکم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

اسرائیل امن عالم کے لئے مستقل چیلنج

○ یہودی ریاست برطانیہ نے سات لاکھ عرب مسلمانوں کے ایک ضلع کو شام سے کاٹ کر بنائی تھی۔ یہودیوں نے یہاں سے عربی تہذیب و ثقافت یک قلم مٹا دینے اور یہودیت کے مردہ جسم میں روح ڈالنے کے لئے تمام حربے استعمال کئے لیکن اس ناپاک جسم میں تو جان نہ ڈالی جا سکی البتہ اس کوشش میں ہزاروں بیگناہ جسم بے جان ہو گئے۔ ان گنت سہاگ لٹے، ہزاروں بچے یتیم ہوئے۔

○ اب تک سرزمین فلسطین چار مرتبہ عربوں کے خون سے سیراب ہو چکی ہے اسرائیل کا وجود امن عالم کیلئے مستقل چیلنج ہے۔ اس کا جواب صرف ایک ہے..... اتحاد، مکمل اتحاد، عرب اتحاد کے بعد اب عالم اسلام کا اقتصادی، سیاسی اور جنگی اتحاد.....

عبد الرشید انصاری
۲۲ - ۱۲ - ۷۳

اتباعِ رسول

۱۶/۵۱

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کا معمول وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنے کا تھا، کسی نے عرض کیا کہ حضرت اس کا تو آدھا ثواب ہے۔ حضرت نے فرمایا: ”ہاں بھئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں جی زیادہ لگے ہے چاہے ثواب زیادہ نہ ہو۔“

(اکابر کا رمضان صفحہ ۱۳)
از حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری

یکے از مطبوعات
کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
چوک رنگ محل لاہور

فی شمارہ
۵۰ پیسے

احکام و مسائل

امام اہل السنۃ
مولانا عبدالشکور لکھنوی رح

قربانی کے مسائل

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

صحیح بخاری میں بواسطہ حضرت ابن عباس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:۔

ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشر قالوا یا رسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ قالوا ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذالک بشئ

کسی زمانہ کی عبادت ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی عبادت سے افضل نہیں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جہاد بھی افضل نہیں، حضور نے فرمایا ہاں جہاد کو بھی وہ فضیلت حاصل نہیں جو اول عشرہ ذی الحجہ کی عبادت کو ہے، صحابہ نے پھر پوچھا۔ حضورؐ نے پھر یہی ارشاد فرمایا کہ عشرہ ذی الحجہ کی عبادت سے جہاد بھی افضل نہیں الا وہ شخص جو اپنی جان اور مال لے کر جائے اور کچھ واپس نہ لائے

اور ابو عوانہ اور ابن حبان نے حضرت جابر سے روایت کی ہے

ما من ایام افضل من عشر ذی الحجۃ

سال بھر کے تمام ایام میں کوئی دن عشرہ ذی الحجہ سے افضل نہیں۔

ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عشرہ ذی الحجہ عشرہ رمضان رمضان سے بھی افضل ہے، چنانچہ بعض علماء سلف اس کے قائل بھی ہو گئے مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں دونوں عشروں کی فضیلت میں تطبیق دے دی۔ مولانا لکھتے ہیں کہ عشرہ رمضان کی راتیں افضل ہیں اس وجہ سے کہ ان میں شب قدر ہے اور عشرہ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں اس وجہ سے کہ ان میں عرفہ کا دن ہے۔ بہرحال اس بے حد و حساب فضیلت کو تو ملاحظہ کیجئے کہ عشرہ ذی الحجہ عشرۂ رمضان سے ہمسری کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ شریعت غرا کے متبعین پر اس کی عظیم الشان فضیلت کا کچھ اثر نہ ہو اور اس سے ان کا انتفاع حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔

مسائل

(۱) تکبیر تشریق یہ نویں ذی الحجہ کی فجر سے لے کر تیرھویں تاریخ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد علی الاتصال شروع ہوتی ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اکبر واللہ اکبر وللہ الحمد۔ تکبیر۲ امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے۔ اگر امام تکبیر کہنا کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ بغیر امام کے انتظار کے فوراً تکبیر کہہ دیں۔ یہ تکبیر۳ عورتوں اور مسافروں پر واجب نہیں الا اس صورت میں کہ جب یہ ایسے امام کے مقتدی ہو جائیں جس پر تکبیر واجب ہے۔ تکبیر۴ بلند آواز سے کہنا چاہیئے۔ نماز۵ عید کے بعد بھی یہ تکبیر بآواز بلند پڑھنا واجب ہے۔ بے۶ جماعت فرض نماز کے بعد اور گاؤں میں اور عورتوں و مسافروں پر گو یہ تکبیر واجب نہیں لیکن اگر کہہ لیں تو بہتر ہے۔

طریقہ نماز

عید اضحیٰ کی نماز کی نیت، نویت ان اصلے رکعتی الواجب صلوٰۃ الاضحیٰ ست تکبیرات واجبہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنا توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت ملا کر پڑھے پھر حسب دستور رکوع و سجدے کر کے کھڑا ہو، اور دوسری رکعت میں الحمد و سورت پڑھ کر تین تکبیر بطریق سابق کہے مگر یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے (مجالس الابرار)

عید اضحیٰ کے احکام

۱۔ عید اضحیٰ کی نماز سے پہلے کھانے کی ممانعت ہے ۲۔ نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا مسنون ہے ۳۔ عید اضحیٰ کی نماز جلدی اور سویرے پڑھنا مسنون ہے، ۴۔ عید اضحیٰ میں تکبیر بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے، عیدگاہ میں پیادہ پا جانا سنت ہے۔

قربانی کے فضائل

قربانی کی فضیلت خود قرآن مجید سے جابجا ظاہر ہے۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے قربانی کی بابت دریافت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے اور اس کے ہر بال کے عوض میں ثواب ملتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ قربانیاں قیامت کے دن پل صراط پر تمہاری سواریاں بنیں گی، قربانی کی تاکید میں جس قدر احادیث ہیں ان سب میں سب سے زیادہ قابل لحاظ وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ احمد حاکم اور فتح العجاجہ میں منقول ہے کہ جو شخص قربانی کی استطاعت رکھتے ہوئے بھی قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے

قربانی کے مسائل

(۱) قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو اور عاقل بالغ ہو، نابالغوں۲، مسافروں اور ان غریبوں پر جو صاحب نصاب نہ ہوں قربانی واجب نہیں (۳) باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اگر قربانی کر دے تو بہتر ہے ورنہ کچھ حرج نہیں (۴) قربانی ایک سال سے کم عمر کی بکری اور دو سال سے کم عمر کی گائے اور پانچ سال سے کم عمر کے اونٹ پر درست نہیں۔ بھیڑ اور دنبہ بکری کے حکم میں ہے، بھینس بیل گائے کے حکم میں ہے، دنبہ اگرچہ چھ مہینہ کی عمر میں اتنا فربہ ہو گیا ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے (۵) جنگلی جانوروں کی قربانی درست نہیں (۶) بکری ایک آدمی کی طرف سے، گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ سب کی نیت تقرب الی اللہ ہو ورنہ ایک شخص کی نیت کی فتور سے شرکاء کی قربانی ناجائز ہوگی (۷) جس قربانی میں قیمت زیادہ خرچ ہو وہی افضل ہے۔ (۸) قربانی کے لئے فربہ جانور لینا مسنون ہے (۹) اس جانور کی قربانی جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو، لنگڑا ہو (اتنا کہ مقام قربانی تک نہ جا سکتا ہو) اور وہ جانور جس کے کان یا دم یا تھن وغیرہ کا اکثر حصہ کٹا ہوا ہو اور وہ بیمار جانور جس کی صحت کی امید نہ ہو درست نہیں، خصی جانوروں کی قربانی بھی ہو سکتی ہے (ابوداؤد) (۱۰) قربانی کے لئے تین دن ہیں دسویں گیارھویں اور بارھویں ذی الحجہ، مگر دسویں تاریخ افضل ہے۔ رات کو قربانی کرنا مکروہ ہے۔ شرکاء قربانی گوشت تول کر تقسیم کریں۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کر دیئے جائیں۔ ایک حصہ محتاجوں کو دیا جائے۔ ایک حصہ اپنے دوست و احباب میں تقسیم کریں اور ایک حصہ اپنے لئے رکھ لیں۔

(باقی ص ۱۳ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جمعہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

مطابق

۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء

جلد ۱۶

شمارہ ۵۱

قیمت ۵۰ پیسے

بدل اشتراک

سالانہ ۲۵/۰ روپے

ششماہی ۱۳/۰ ؍؍

سہ ماہی ۷/۰ ؍؍

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدیر

زاہد الراشدی

بھٹو حکومت کے دو سال

حکمران پارٹی نے اقتدار کے دو سال مکمل ہونے پر ۲۰ دسمبر کو "یوم محاسبہ" کے نام سے سالگرہ منائی ہے۔ اس روز اخبارات و جرائد نے خاص نمبر شائع کیئے۔ ریڈیو و ٹی وی سے خصوصی پروگرام نشر کیئے گئے۔ نیشنل سنٹرز میں اجتماعات ہوئے اور خود وزیر اعظم بھٹو نے راولپنڈی میں ایک بڑا جلسۂ عام منعقد کیا جس میں ملک کے مختلف حصوں سے کثیر تعداد میں حکمران پارٹی کے کارکن شریک ہوئے۔ اگرچہ یہ سارے انتظامات دو سالہ کارکردگی کے محاسبہ کے عنوان سے کیئے گئے تھے لیکن حسب توقع "سب اچھا ہے" کی رسمی صدا کے سوا اس نقارخانے میں کچھ بھی سنائی نہیں دیا اور اس انبوہ کثیر میں کسی صاحب کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ دو سال کی کارکردگی پر تنقیدی نظر ڈالے اور پارٹی کے ذمہ دار قائدین کو ان کی کوتاہیوں سے آگاہ کر کے صحیح مشورہ دے۔

دو سال کا یہ قلیل عرصہ اس لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ پاکستان کا بڑا حصہ الگ ہو جانے کے بعد ماضی کی غلط سیاست سے پیچھا چھڑا کر بچے کھچے ملک کو متحد اور محفوظ رکھنے کے لئے باہمی رواداری اور اعتماد کے ساتھ ایک نئے نظام کی بنیاد رکھی جا سکتی تھی، مگر جب اس نقطۂ نظر سے گذشتہ دو سال پر نگاہ ڈالتے ہیں تو سوائے مایوسی کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

دو سال قبل جب پیپلز پارٹی برسراقتدار آئی تھی، اس وقت ملک کا سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب واضح کر کے ان کے اثرات سے باقیماندہ پاکستان کو محفوظ رکھنے کے انتظامات کیئے جائیں اور ان غلط پالیسیوں اور نقصان دہ منصوبہ بندیوں کو خیرباد کہہ دیا جائے جن کے نتیجہ میں دنیا کی سب سے بڑی مسلم مملکت دو لخت ہو کر رہ گئی، مگر انتہائی حیرت، تعجب اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ حکمران پارٹی نے ان دو برسوں میں اس اہم ترین قومی مسئلہ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ المیہ مشرقی پاکستان کے اسباب و علل سے ابھی تک پردہ نہیں اٹھایا جا سکا، پاکستان کو توڑنے والا ہنوز پردۂ غیب میں ہے، ملک کے باقیماندہ حصوں کو متحد رکھنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی بلکہ چھوٹے صوبوں میں نمایندہ حکومتوں کی بجائے اپنی مرضی کی حکومتیں مسلط کر کے وہاں کے لاتعداد سیاسی کارکنوں کو جیلوں میں ٹھونس کر فوج کو سیاست میں ملوث کر کے اور اظہار رائے کا حق سلب کر کے سیاسی محرومی کے موہوم احساسات کو یقین میں بدلنے کی بتدریج کوشش جاری ہے۔ ملک کے دو حصوں کے درمیان منافرت بڑھانے اور المیہ سقوط ڈھاکہ پر منتج ہونے والی پالیسیاں بدستور حیطۂ عمل میں ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ملک کے مستقبل جیسے نازک اور اہم مسئلہ کے بارے میں بے یقینی کے سائے حساس عوام کے ذہنوں پر لرز رہے ہیں۔ اس اہم ترین قومی مسئلہ کے علاوہ ملک و قوم کے مفاد کے دیگر مسائل بھی ابھی تک حل طلب ہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ الجھ چکے ہیں۔ گرانی آسمان سے باتیں کر رہی ہے، انصاف ناپید ہے، آئین و قانون "عوامی قوت" کے خوف سے کونوں میں دبک بیٹھے ہیں۔ جان و مال اور آبرو کے تحفظ کا احساس پہلے کی بہ نسبت زیادہ کمزور پڑ چکا ہے، رشوت سرخ فیتہ اور اقربا پروری کا عفریت قوم کو ننگی کا ناچ نچا رہا ہے۔ پولیس، سرکاری دفاتر اور محکموں کے چال چلن میں کوئی فرق نہیں آیا۔ فوج ابھی تک سیاست کے نشہ سے پیچھا نہیں چھڑا سکی، قومی پریس، ریڈیو، ٹی وی اور دیگر ابلاغ عامہ کے ذرائع "سب اچھا" کی رٹ لگانے پر مجبور ہیں۔ سیاسی مخالفین کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانے کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، جھرلو اور دھاندلی کے ذریعہ الیکشن جیتنے کے حربے اسی طرح موجود اور برسرِ عمل ہیں۔ نمائندوں کے ضمیر خرید کر رائے عامہ کا اسی طرح مذاق اڑایا جا [illegible] ان حالات میں "حکمرانوں" کو "سب اچھا" کی لوری سنا کر قوم و ملک کے مسائل سے غا[illegible] اور اقتدار و خوشامد کے نشہ میں مدہوش کر دینا کسی محب وطن اخبار یا لیڈر کا کام نہیں ہو سکتا

خدا جانے ہمارے قومی پریس اور اقتدار پرست سیاستدانوں کو کب ہوش [illegible]

(۲۴ دسمبر ۷۳ء)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

یادِ رفتگان

از شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خاں

مولانا محمد قاسم نانوتوی رح

آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے محمد قاسم ابن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاؤ الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی محمد ہاشم الخ سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر الصدیق سے جا ملتا ہے۔ شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام خورشید حسین تھا۔ مقام پیدائش قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور ہے۔ جو دیوبند سے بارہ کوس مغرب میں اور سہارنپور سے پندرہ کوس جنوب میں اور گنگوہ سے نو کوس مشرق میں اور دہلی سے ساٹھ کوس شمال میں ہے۔ ابتدائی کتابیں مولانا مہتاب علی صاحب سے دیوبند میں ان کے مکتب میں پڑھیں۔ اس کے بعد سہارنپور میں مولانا محمد نواز صاحب سہارنپوری سے فارسی اور عربی کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ذوالحجہ ۱۲۵۹ھ میں دہلی روانہ ہوئے۔ حضرت مولانا مملوک العلی صاحب نانوتوی سے کافیہ شروع کیا۔ اور فلسفہ اور معقول کی کتابیں صدرا، شمس بازغہ، میر زاہد اور قاضی وغیرہ کتابیں وہاں پڑھیں اور معیت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی دونوں نے حدیث حضرت شاہ عبدالغنی صاحب سے پڑھی اور دونوں اسی زمانہ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت ہوئے اور سلوک شروع کیا۔ حضرت مولانا مملوک العلی صاحب ۱۱ ذوالحجہ ۱۲۶۷ھ کو وفات پا گئے اور مولانا نانوتوی نے مطبع احمدی میں مزدوری پر تصحیح کتب کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اس زمانہ میں حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری (المتوفی ۱۲۹۷ھ) نے بخاری شریف کا حاشیہ لکھنا شروع کیا جو اس وقت پاک و ہند کے مطبوعہ تمام نسخوں میں موجود ہے۔ آخری پانچ چھ پاروں کا حاشیہ (جو سب سے زیادہ مشکل مقامات ہیں) حضرت نانوتوی نے لکھا ہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ وہ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہیں اور ان سے ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں۔ مولانا مملوک العلی صاحب نے تعبیر میں فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا۔ حضرت نے دو سال رمضان میں (یعنی نصف قرآن کریم ایک رمضان میں اور نصف دوسرے میں) یاد کر لیا۔ اور جب سنایا تو ایسا صاف جیسے پرانے پختہ کار حافظ سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین حج کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ پہلا حج ۱۲۷۷ھ میں اور دوسرا ۱۲۸۵ھ میں اور تیسرا حج ۱۲۹۴ھ میں کیا۔ اس زمانہ میں ہندوستان میں دو فتنے خوب پھیلے ہوئے تھے ایک پادریوں کا اور دوسرا پنڈت دیانند سرسوتی کا۔ یہ بزعم خویش بڑا منطقی اور فلسفی تھا مگر بفضلہ تعالیٰ حضرت نانوتوی رح نے علمی طور پر اس کی ایسی سرکوبی کی کہ رہتی نسلوں تک اس کی آریہ جماعت کو اپنے باطل نظریات دنیا میں پیش کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ انتصار الاسلام اور قبلہ نما اور ترکی بہ ترکی وغیرہ کتابیں اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ اسی طرح پادریوں کا تعاقب کیا اور ۱۲۹۳ھ میں چاندپور ضلع شاہجہانپور میں جلسۂ عام میں پادریوں کو ایسا لاجواب کیا کہ عین جلسہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور بعض کتابیں بھی افراتفری میں چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا نانوتوی رح کی بدولت اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائی اس جلسہ میں اہل کتاب کے یکتا مناظر حضرت مولانا منصور علی صاحب رح دہلوی بھی شریک تھے۔ نظام برطانیہ کے خلاف عملی جہاد میں بھی حضرت نانوتوی نے بھرپور حصہ لیا اور جہاد شاملی میں شرکت اور جرأت و بہادری سے کفار کا مقابلہ کرنا ایک واضح تاریخی حقیقت ہے۔ محرم ۱۲۸۳ھ میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور اس کارِ خیر میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا ذوالفقار علی صاحب اور حاجی محمد عابد صاحب رح نے پورا تعاون اور شرکت کی۔ مدرس کی پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ مقرر ہوئی چند ہی روز میں چندہ بڑھ گیا اور مدرس بڑھائے گئے اور معلم فارسی اور حافظ قرآن مقرر ہوئے اور کتبخانہ جمع ہوا۔ حضرت نانوتوی نے شادی بھی کی جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین لڑکیاں (اکرامن بی بی، رقیہ بی بی اور عائشہ بی بی) اور محمد ہاشم صاحب رح اور مولانا حافظ محمد احمد صاحب رح (المتوفی ۱۳۴۷ھ) جیسے نیک اور صالح فرزند مرحمت فرمائے۔ جن کے آگے فرزند حضرت مولانا قاری محمد طاہر صاحب رح (المتوفی ۱۳ محرم ۱۳۷۲ھ) اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند جیسی مشہور شخصیتیں ہیں۔ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ جمعرات کے دن بعد از نماز ظہر بعلت ضیق النفس قاسم العلوم والخیرات مولانا نانوتوی رح اس دنیائے خاک و گل سے رخصت ہو کر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں میں جا بسے اور دارالعلوم کے قریب ہی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ان پر نازل ہوں۔ اور باقیات صالحات میں نیک اولاد مخلص شاگردوں کے علاوہ بیش قیمت علمی اور تحقیقی کتابوں کا ذخیرہ یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ آبِ حیات۔ ہدیۃ الشیعہ، اجوبہ اربعین انتباہ المومنین۔ تقریر دلپذیر، حجۃ الاسلام، مباحثہ شاہجہانپور، میلہ خدا شناسی، انتصار الاسلام، قبلہ نما، تصفیۃ العقائد، توفیق الکلام، دلیل محکم، تحفہ لحمیہ، قصائد قاسمی جمال قاسمی، لطائف قاسمی، مناظرہ عجیبہ، تحذیر الناس، اسرار قرآنی جواب ترکی بہ ترکی وغیرہ مشہور کتابیں ہیں۔

بلا تبصرہ

بلوچستان میں غیر ملکی مداخلت

وزیر اعظم بھٹو کی نظر میں

"عوامی حکومت کی دوسری سالگرہ پر کراچی کے اخبار جہاں کو دیئے گئے وزیر اعظم بھٹو کے طویل انٹرویو کا ایک اقتباس۔"

س:۔ بلوچستان میں غیر ملکی مداخلت کے امکانات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج:۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ غیر ملکی مداخلت ہم صرف تقریروں میں سنتے ہیں۔ کیوں ہو غیر ملکی مداخلت ہم نے کسی اور ملک کا کیا بگاڑا ہے جو غیر ملکی مداخلت کی ضرورت ہو۔ جہاں تک غیر ملکی مداخلت کا سوال ہے میں سمجھتا ہوں وہ عظیم SUPERPOWERS مملکتوں کا ہو سکتا ہے اور بڑی مملکتوں کا ہو سکتا ہے۔ اس کا پھر ہمیں خیال کرنا پڑے گا۔ اگر روس، امریکہ اور چین سے ہو اس کا ہمیں اور بھی زیادہ خیال کرنا ہوگا لیکن ادھر ادھر سے ہے۔ جیسے ہماری طاقت ہے جیسے ہمارے وزن کی طاقت ہے۔ اگر اس کی ایسی کوئی بات ہوئی اور ہمارے کم دولت کی طاقت کا ہوا۔ اس سے ہم نپٹ سکتے ہیں۔ اس کا سامنا ہم کر سکتے ہیں۔

جہاں تک ایران کا سوال ہے وہ ہمارے خلاف کسی صورت میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ اگر انہوں نے مداخلت کی تو ہمارے کہنے پر کریں گے۔ ہماری اجازت کے ذریعہ کریں گے۔ اور وہ مداخلت نہیں ہوگی، وہ ایک تعاون کا جواب ہوگا۔ لیکن ہم اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ ضرورت اگر محسوس کی تو ہم بڑی خوشی سے اپنے دوستوں سے اپیل کریں گے، اور جیسے ہماری اپیل پر امید ہے۔ یہ میرا ایمان ہے کہ وہ امداد کریں گے۔ ایسے ہم بھی اگر ہمارے دوستوں کو ہماری ضرورت ہو تو اس میں انشاء اللہ ہم سے بھی کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔

(بشکریہ اخبار جہاں کراچی ۲۶ دسمبر ۷۳ء)

عطاء اللہ معمر قذافی

جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ روڈ کے سابق ناظم عمومی جناب شبیر احمد شبیر کو اللہ پاک نے فرزند ارجمند عطا کیا ہے جس کا نام پیر کامل ولی اکمل الحاج حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب زراعتی فارم ساہیوال نے عطاء اللہ معمر قذافی تجویز کیا ہے۔ دعا فرمائیں۔ اللہ پاک اسے ان دونوں مجاہدوں کے نقش قدم پر چلنے والا اور ختم نبوت کا شیدائی بنائے۔

(ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام شورکوٹ روڈ)

پاکستان کے قومی مسائل

(از جناب عبدالولی خان صاحب قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی)

محترم جناب عبدالولی خان صاحب قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی و صدر پاکستان نیشنل عوامی پارٹی نے ایک مضمون میں اپوزیشن خصوصاً نیپ و جمعیۃ کے خلاف حکومت کے یک طرفہ جارحانہ پراپیگنڈہ کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا ہے۔ ہم یہ مضمون نوائے وقت لاہور کے تشکر کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے مختلف مواقع پر اور بالخصوص حالیہ دورہ سرحد کے موقع پر کہا ہے کہ عوام نے ہمیں مسترد کر دیا ہے اس لیے ہم عوام کی صحیح ترجمانی کرنے کے اہل نہیں۔ مسٹر بھٹو کی منطق میری سمجھ میں تو نہیں آتی کیونکہ جہاں تک عوام کی رائے کا تعلق ہے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے عوام نے نہ صرف انہیں عوامی طور پر بلکہ ان کی جماعت کو اجتماعی طور پر گزشتہ انتخاب کے موقع پر ہی مسترد کر دیا تھا۔ کیا اس سرزمین کا بچہ بچہ نہیں جانتا کہ مسٹر بھٹو کو مولانا مفتی محمود کے ہاتھوں ڈیرہ اسماعیل خاں میں شکست ہوئی۔ جب کہ بلوچستان میں انہیں انتخابات میں حصہ لینے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ ذاتی شکست کے علاوہ عوام کے ہاتھوں دو صوبوں میں ان کے جماعتی استرداد کا یہ عالم ہے کہ

- بلوچستان میں ان کا ایک نمائندہ بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ نہ ہی مرکزی اور نہ ہی صوبائی اسمبلی میں اور سب کی ضمانتیں ضبط ہو گئیں۔
- صوبہ سرحد میں جہاں بیالیس نشستیں تھیں ان کے صرف تین نمائندے کامیاب ہو سکے۔ اور مرکزی اسمبلی میں صرف ایک امیدوار کامیاب ہوا۔

کیا عوام نے ہمیں مسترد کر دیا تھا یا انہیں؟ مبالغہ آرائی اور حقائق کو مسخ کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنا اور بات ہے۔ اور حقائق کو حقائق کے سامنے لانا دوسری بات ہے۔ ایک دلیل یہ بھی دیتے ہیں کہ نیشنل عوامی پارٹی کو صوبہ سرحد اور بلوچستان میں قطعی اکثریت حاصل نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر ہمیں یہ اکثریت حاصل نہیں تو کیا انہیں حاصل ہے؟ اس کے علاوہ میں یہ پوچھتا ہوں کہ جو ان کے صوبہ سندھ میں پیپلز پارٹی کو اکثریت حاصل تھی۔ وہاں پیپلز پارٹی کو بھی تو واحد اکثریتی پارٹی کی حیثیت حاصل نہ تھی۔ انہوں نے دوسری جماعتوں کے ارکان یا آزاد منتخب ارکان کو دھن یا دھونس اور دھاندلی کے ذریعے اپنے ساتھ ملایا تھا۔ اور حکومت قائم کی تھی۔ بہرحال جب اسی واحد اکثریتی جماعت کے اصول پر ہم صوبہ سرحد اور بلوچستان کی بات کہتے ہیں تو ارشاد ہوتا ہے کہ عوام نے ہمیں مسترد کر دیا ہے۔ بھٹو صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ہم حکومت چلانا نہیں جانتے اس لیے ہم مستعفی ہو گئے۔ میں یہاں یہ واضح کر دوں کہ ہم اقتدار کے پیچھے دیوانوں کی طرح بھاگنے کے خواہش مند نہیں اور نہ ہم نے اقتدار کی خاطر اصولوں کو قربان کیا۔ ہم کبھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کریں گے۔ ریڈیو۔ ٹیلی ویژن اور پریس پر مکمل پابندی لگا کر حکومت نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے اور ہمارے خلاف بے بنیاد الزامات عائد کر کے جواب تک دینے سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے ایک شخص کو پکڑ کر اس کے منہ پر پٹی باندھ کر اسے بازاروں میں پھرایا جائے کہ یہ چور ہے مگر اس کو صفائی کا موقع نہ دیا جائے۔ یہی طریقہ سرکاری افسروں، دوسرے افراد اور دیگر سرکاری ملازمین سے برتا جا رہا ہے۔ پورے ملک میں ایک گھٹن ہے اس گھپ اندھیرے میں صرف ایک نام چمکتا ہے جو ریڈیو، اخبارات اور ٹیلی ویژن کی زینت بنا ہوا ہے۔

کیا مری مذاکرات کے دوران انہوں نے پیش کش نہیں کی تھی کہ نہ صرف سرحد اور بلوچستان بلکہ مرکز میں بھی نیشنل عوامی پارٹی کی حکومتیں قائم کی جائیں گی لیکن ہم نے کہا کہ جب تک جمہوریت بحال نہیں ہو جاتی۔ عوام کو ان کے بنیادی حقوق نہیں مل جاتے اس وقت تک اقتدار کی کرسی ہمارے لیے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ہم سیاست میں شرافت سنجیدگی اور متانت کے قائل ہیں۔ غنڈہ گردی بے ہودگی اور بے سروپا باتوں کو بالآخر ملکی مفاد کے لیے تباہ کن سمجھتے ہیں۔ کوئی ملک اور معاشرہ اگر اصولی سیاست پر کاربند نہیں رہتا۔ کسی نظام کو نہیں اپناتا تو وہ آخرکار تباہی کا شکار ہو جاتا ہے پاکستان کی گزشتہ چھبیس سالہ شکست و ریخت اور تباہی و بربادی کی وجہ یہی بے اصول سیاست رہی ہے۔ اس اصول کی خاطر ہم ہر قربانی دیتے جائیں گے۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ نہ تو اصولوں پر سودے بازی ہو گی اور نہ ہی اصولوں کو توڑا جائے گا۔

ہم نے یہ طے کر رکھا ہے کہ جب تک جمہوریت کو پوری طرح بحال نہیں کیا جاتا جمہوری اداروں کو قائم نہیں کیا جاتا آئین کی روح اور الفاظ کا احترام نہیں کیا جاتا۔ قانون کی بالادستی قائم نہیں کی جاتی۔ اس وقت تک ہم اقتدار میں شریک نہیں ہوں گے کیونکہ اقتدار اصل چیز نہیں۔ اگر مسئلہ اصول کا نہ ہوتا تو ہم ہر دور میں اپنا ضمیر فروخت کر سکتے ہیں۔ ہم بھی "ادھر ہم ادھر تم" کا نعرہ لگا سکتے تھے۔ مگر ہم نے ایسا نہیں کیا اور نہ اب ہمارا ایسا کرنے کا کوئی ارادہ ہے۔ جو کوئی آمرانہ طرز عمل کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ راستہ ملکی تباہی کی طرف جائے گا۔ وہ ان کا دشمن ٹھہرتا ہے۔ ہم تو خیر یہ شکایت کرتے ہی تھے کہ مرکزی حکومت صوبائی خود مختاری دینے کے لئے تیار نہیں اور یہ کہ مسٹر بھٹو صوبوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کرتے رہتے ہیں۔ اب تو اس کی تائید خود ان کے اپنے مقرر کردہ گورنر نواب محمد اکبر خان بگٹی نے کر دی ہے۔

ٹیلی ویژن دیکھئے ریڈیو سن لیجئے اخبارات پڑھ لیجئے آپ کو صرف اور صرف ایک بات ہی سنائی دے گی اور وہ ہے حکومت کی مدح و ستائش۔ اس سے بدتر کیفیت قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے اندر ہے عوام کے منتخب نمائندے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ حکومت کو اس کے غلط اقدامات پر ٹوکتے ہیں تو ان کی باتیں اخبارات میں چھپنے نہیں دی جاتیں۔ اس کے برعکس ان ممبروں کو رسوا کرنے اور انہیں الزامات کا نشانہ بنانے کے لیے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ ان کے عزیز و اقارب جن کا [illegible] سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ہدف بنایا جاتا ہے جب یہ صورت حال ہو تو ایسی اسمبلیوں کا کیا فائدہ؟ کیا محض الاؤنس وصول کرنے کے لیے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی جائے؟

اسمبلی میں جانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام کی آواز حکمرانوں تک پہنچائی جائے اور اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے بتایا جائے کہ ہم نے عوام کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا ہے لیکن جہاں بات کہنے سے روک دیا جائے اور بنیادی اعتراضات کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کر دیا جائے اور حکومت اخبارات سے کہے کہ اپوزیشن کی کوئی بات نہیں چھپ سکتی تو وہاں اسمبلیوں کی حیثیت نمائشی نہیں تو اور کیا ہو گی؟ ایک طرف تو جمہوریت کے وعدے کئے جاتے ہیں دوسری طرف اخبارات کا گلا گھونٹا جاتا ہے صحافیوں کو قید و بند میں ڈالا جاتا ہے اور سیاسی کارکنوں پر جیب تراشی بھینس کی چوری اور قتل و غارت کے الزامات لگاتے ہوئے ان کے خلاف مقدمات بنائے جاتے ہیں۔

آج بلوچستان سے قومی اسمبلی کے پانچ ممبروں میں سے تین جیل میں ہیں۔ ایک وفاقی وزیر اور تین پارلیمانی نمائندے جیل کی کوٹھڑیوں میں مقدمہ چلائے بغیر بند ہوں اور جب صوبائی اسمبلی اقلیتی پارٹی کی حکومت قائم کرنے کے لئے ممبروں جن میں وزیراعلیٰ گورنر اور وزراء شامل ہوں کو جیل میں بند کر دیا جاتا ہو تو یہ پارلیمانی جمہوریت اور صوبائی خود مختاری کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس اسمبلی اور پارلیمنٹ کی مٹی ایک ایسی پارٹی کے لیڈر کے ہاتھوں پلید کی جاتی ہو جس کو اس وفاقی وحدت میں ایک ممبر کی نمائندگی بھی حاصل نہیں اور پھر جس پارلیمنٹ کو اس ملک کے عوام کو ان کے بنیادی حقوق دلانے کا حق حاصل ہو جس صوبائی اسمبلی کو اپنے صوبے کے اندر ایک نمائندہ حکومت قائم کرنے کا اختیار بھی نہ ہو تو پھر اس کو پارلیمنٹ کہنا اور صوبائی اسمبلی کے القاب سے نوازنا کہاں تک درست ہے؟

ملک میں جس قسم کے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں ان میں اسمبلیوں کی حیثیت محض دکھاوے کی سی ہے۔ ہم عوام سے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر مسٹر بھٹو

- بلوچستان اور سرحد میں ہماری اکثریت تسلیم نہیں کرتے۔
- ان صوبوں کی حکومتیں اپنے صوبوں کے عوام کو ان کے حقوق نہیں دلا سکتیں۔
- گورنر، وزیراعلیٰ، وزراء اور اسمبلیوں کے ممبر جیلوں میں ہوں۔
- اپوزیشن کی آواز نہ سنی جائے۔

تو ایسی اسمبلیوں اور حکومتوں کا کیا فائدہ؟ اور پھر ہم سے یہ توقع رکھی جائے کہ ہم بھی بھٹو صاحب کی جماعت، حکومت اور ان کی اکثریت کو تسلیم کر لیں۔ ان کی واضح اکثریت صرف پنجاب میں ہے،

سندھ میں ان کی پوزیشن وہی ہے جو ہماری سرحد اور بلوچستان میں ہے۔ ایک صوبے کے بل پر اور وہاں کے عوام کی مرضی کے خلاف اگر وہ سارے ملک میں یہی کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے نتائج گے وہ خود ذمہ دار ہوں گے رہا عوام اور ملکی سالمیت کا مسئلہ تو تمام دنیا جانتی ہے کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں ہم نے بھارتی اقدامات کی اسی طرح پرزور مخالفت کی تھی جس طرح پاکستان کی کسی دوسری جماعت نے۔ اس لیے پاکستان کی سالمیت اور تحفظ کے بارے میں ہمارا یہی موقف ہے کہ جو ہاتھ اسے توڑنے کے لیے بڑھے گا ہم اس ہاتھ کو کاٹ دیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسٹر بھٹو کی پالیسیاں اس ملک کو لے ڈوبیں گی۔

افغانستان اور پاکستان کے تعلقات

پاکستان اور افغانستان کے تعلقات گزشتہ پچیس چھبیس برس سے کشیدہ ہیں۔ افغانستان کے موجودہ حکمرانوں نے جشن استقلال کے موقع پر یا اقوام متحدہ میں افغان مندوب نے وہی کچھ کہا ہے جس کا اظہار سابق حکومت اور اس کے نمائندے کرتے رہے ہیں۔ دونوں حکومتوں کے درمیان انیس بیس کا بھی فرق نہیں ہے، یہ باتیں حکومت افغانستان ہر سال اقوام متحدہ میں کیا کرتی ہے۔ یا سال میں ایک دو بار پختونستان کا نام لیا کرتی ہے۔ یہی موجودہ حکومت بھی کر رہی ہے۔ اس کے سوا موجودہ حکومت اب نہ تو کسی قسم کا پروپیگنڈہ کر رہی ہے اور نہ ہی ان دنوں کابل ریڈیو سے کسی قسم کا پروپیگنڈہ جاری کئے ہوئے ہے۔ لیکن مسٹر بھٹو نے اپنے قبائلی علاقوں کے دورے میں افغانستان کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس سے کونسا مسئلہ حل ہوگا اس کا انہیں علم ہوگا لیکن جب دنیا یہ دیکھے گی کہ بلوچستان کے منتخب رہنما جیلوں میں ہیں اور فوج موجود ہے سرحد میں بھی سیاسی کارکنوں کو پابجولاں کیا جا رہا ہے اور ان کی اکثریتی حکومت کو طاقت کے بل پر ختم کر دیا گیا ہے تو کیا وہ حکومت افغانستان کے موقف کو، جیسے معاندانہ سہی بے بنیاد اور پاکستان دشمن سہی کے بارے میں کیا کہے گی؟ پاکستان جن نازک حالات سے گزر رہا ہے اور جس طرح حالات آگے بڑھ رہے ہیں اس کے نتیجے میں مسٹر بھٹو کے لئے چاہئے تو یہ تھا کہ اندرون ملک مفاہمت اور انصاف کی فضا پیدا کرتے۔ لیکن انہوں نے اندرون ملک اور بیرون ملک اس طرح دھمکیاں دینی شروع کر دی ہیں کہ کوئی بھی دانش اور صاحب فراست ایسا سوچ بھی نہیں سکے گا۔ اگر جنرل یحییٰ مشرقی پاکستان میں جمہوری اور آئینی تقاضوں کو پورا کرتے اور اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کرتے اور ایک سیاسی مسئلہ کے حل کے لئے فوج کو نہ بلاتے تو ہندوستان کو مداخلت کا موقع نہ ملتا۔ آج بھٹو صاحب بھی بلوچستان میں وہی کچھ دہرا رہے ہیں۔ اگر ہم اور ملکوں کو اپنے معاملات میں سیاسی مداخلت کا خود موقع فراہم کریں تو نقصان ہمارا ہی ہوگا۔

زبردست خطرہ

مسٹر بھٹو نے قبائلی علاقہ میں جو فارورڈ پالیسی اختیار کی ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ اول انگریز نے بہادر قبائلیوں کو اپنا دشمن سمجھ رکھا تھا۔ اس لیے اس نے سرحدوں کے ساتھ ساتھ فوجیں ڈال رکھی تھیں۔ چاروں طرف چھاؤنیوں میں فوجیں ہی فوجیں رکھی ہوئی تھیں جو ہر وقت قبائلی مجاہدوں سے نبرد آزما رہتی تھیں۔ دوم جب پاکستان معرض وجود میں آگیا تو قائد اعظم محمد علی جناح قبائلی سرحد پر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ پاکستان ان کا دشمن نہیں بلکہ ہم سب ایک آزاد اور ایک بہادر قوم کی طرح یک جان دو قالب ہیں فوجیں واپس بلا لیں اور چھاؤنیاں خالی ہو گئیں لیکن ۲۶ سال کے بعد اب پہلی مرتبہ مسٹر بھٹو نے دوبارہ فوجیں سرحدوں پر بھجوا دی ہیں۔ گویا انہیں پاکستان کو انگریزوں کا حقیقی جانشین بنایا جا رہا ہے۔ کیا مسٹر بھٹو کو پاکستان کے بہادر قبائل پر اعتماد نہیں رہا یا انہیں قائد اعظم سے زیادہ سیاسی فہم و فراست ہے؟ باخبر حضرات خوب جانتے ہیں کہ چترال سے لے کر بلوچستان تک افغانستان اور انگریزوں کے درمیان جو حد بندی کی گئی تھی اس کا نام ڈیورنڈ لائن تھا۔ اس میں صرف مہمند علاقہ ایسا تھا جہاں دونوں ملکوں کے درمیان حد بندی نہیں کی گئی تھی۔ اور جب ۱۹۳۰ء میں یہاں سڑک تعمیر کی جانے لگی تو قبائلی مجاہدین نے یہ سڑک تعمیر کرنے کی اجازت نہ دی۔ اس علاقے میں سڑک کی تعمیر اور پاکستانی فوج کا بڑھنا ایک ایسا خدشہ ہے جو افغانستان کو کسی وقت بھی شہ دے سکتا ہے۔ یہی ایک مقام دونوں ملکوں کے درمیان وجہ نزاع و جنگ بن سکتا ہے۔ چونکہ اس علاقہ میں ڈیورنڈ لائن کی نشان دہی نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ اس وقت اس مخصوص مقام کی طرف ہماری افواج کی پیش قدمی کے نتیجہ میں تصادم کا خطرہ لازمی ہے۔

اس وقت بلاشبہ افغانستان پاکستان کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ نہیں کر رہا اور نہ ہی کسی قسم کی جنگ آزمائی کا خطرہ ہے لیکن دونوں ملکوں کے درمیان جس طرح کے تعلقات اور جو اپنے سیاسی حریفوں کو اندرون ملک اور اپنے ہمسایوں کو بیرون ملک دھمکیاں دے کر حالات پیدا کئے جا رہے ہیں وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ ہم ایک جذباتی قوم ہیں اور حقائق کو سمجھنے کے لیے تیار نہیں۔ جو شخص ہمیں نعرے بازی میں لگا دے ہم اسی کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ بھٹو صاحب کی پالیسیاں پاکستان کو ایک ایسی صورت حال سے دوچار کر سکتی ہیں جو نئی محاذ آرائی کا پیش خیمہ ہوں گی۔

پختونستان اور ہم

قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہر حکومت نے ہمارے خلاف عوام کے جذبات کو بھڑکا کر ملکی مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی ہمیں ملک دشمن قرار دیا گیا۔ ہمیں غدار کہا گیا ہم انہیں بار بار کہتے رہے کہ آپ جو روایات قائم کر رہے ہیں۔ وہ اس بدقسمت قوم کے لئے تباہ کن ثابت ہونگی لیکن ہماری کسی نے نہ سنی یہاں تک کہ ان لوگوں نے پاکستان توڑ کے رکھ دیا۔ اب وہ کہہ رہے ہیں کہ:

- ہم پاکستان سے الگ ہو رہے ہیں۔ ہم پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں۔
- ہم پختونستان چاہتے ہیں، ہم آزاد پختونستان چاہتے ہیں۔
- ہمارے خلاف دو لندن پلان بنائے گئے۔ جن کا حشر حکمرانوں کے ہاتھ خراب رہا۔
- ہمارے خلاف روسی اسلحہ کی سازش کا انکشاف کیا گیا اور کہا گیا کہ ہم عراقی سفارت خانہ سے اسلحہ بلوچستان بھجوا رہے ہیں۔ اب نہ تو کوئی روسی اسلحہ کی بات کرتا ہے نہ عراق سے کوئی پوچھتا ہے نہ ہمیں کچھ بتایا جاتا ہے کہ ان الزامات کا کیا ہوا؟ لیکن کبھی ہمیں ہندوستان کا ایجنٹ کہا جاتا ہے کبھی روس کا اور اب ہم افغانستان کے ایجنٹ ہیں۔ ہم نے نہ تو کبھی ایجنٹی کی ہے اور نہ ایجنٹی کرتے ہیں۔ البتہ ہم انگریزوں کے ایجنٹوں کے خلاف جنگ ضرور کرتے رہیں گے اور ہر ملک دشمن ایجنٹ کے خلاف جنگ کرتے رہیں گے

رہا مسئلہ پختونستان کا۔ ہم اہل پاکستان سے پوچھتے ہیں کہ جب بلوچستان اور سرحد میں ہماری حکومتیں تھیں تو کیا ہم اسمبلی میں پختونستان کی قرارداد پیش نہیں کر سکتے تھے؟ ہم نے نہ اس وقت پختونستان کی خواہش کا اظہار کیا اور نہ ہی اب کسی ایسی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ کم از کم میں نے تو کبھی ایسا بیان نہیں دیا اور نہ ہی کوئی ثابت کر سکتا ہے اس کے برعکس ہماری حکومت نے

- سرحد اور بلوچستان میں اردو کو سرکاری زبان قرار دیا سندھ اور پنجاب میں جہاں بھٹو صاحب کی حکومتیں ہیں، وہاں اردو کا کیا حشر ہو رہا ہے؟ خود اسلام آباد میں کیا ہو رہا ہے۔
- ہم نے شعائر دینی کا احترام لازمی قرار دیا اور اپنا قومی لباس سرکاری ملازمین کے لئے لازمی قرار دیا۔ پنجاب، سندھ اور اسلام آباد میں ان شعائر کی کس طرح مٹی پلید کی جا رہی ہے اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا جائے۔
- ہم نے صوبہ بھر میں شراب پر پابندی عائد کی۔ بھٹو پیپلز پارٹی کی صوبائی حکومتوں نے ایسا کیا؟
- ہم نے اخراجات کم کئے۔ انھوں نے قوم اور ملک کا لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ ضائع کر دیا اور اب کیا ہو رہا ہے۔ ملک مہنگائی کے ہاتھوں دم توڑ رہا ہے اور حکمران فضول خرچیوں اور اسراف پر کمربستہ ہیں۔ اگر پختونستان اسی کا نام ہے تو ہم واقعی پختونستان چاہتے ہیں۔

ریفرنڈم کا مسئلہ

اب بھٹو صاحب نے ایک نیا راگ الاپنا شروع کر رکھا ہے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے ریفرنڈم میں حصہ لیا۔ لیکن عوام نے ہمارے خلاف ووٹ دیا۔ حالانکہ اصل صورت حال یہ تھی کہ ہم نے ریفرنڈم کے بائیکاٹ کا اعلان کیا تھا۔ کیونکہ تقسیم ملک کا فیصلہ باہمی رضامندی سے کانگریس اور مسلم لیگ نے کر دیا تھا اس لئے ریفرنڈم کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن اس کے باوجود اس پر اصرار کیا گیا۔ انگریزوں اور مسلم لیگ دونوں کی طرف سے۔ تاہم جب ریفرنڈم ہوا تو صورت حال یہ تھی۔

- کل رجسٹر شدہ ووٹ ۵۷۲۷۸۹
- کل پول شدہ ووٹ ۲۹۲۱۱۸
- پاکستان کے حق میں ۲۸۹۲۴۴

یعنی اس وقت بھی ۵۰٫۵ فی صد ووٹ پڑے۔ ریفرنڈم کا ایک مسلمہ اصول یہ ہوتا ہے کہ دو تہائی ووٹ کسی کے حق میں پڑیں۔ اگر ہم پاکستان کے حق میں نہ ہوتے۔

(باقی صفحہ پر)

تعارف و تذکرہ

تحریر: محمد عثمان الوری کراچی شہر

قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود مدظلہ العالی

برصغیر ہند و پاک میں علماء حق نے ہر دور میں عدیم المثال خدمات انجام دی ہیں۔ دین اسلام کی حفاظت کا مسئلہ ہو یا سیاست و حریت کی تحریک، علماء حق کا گروہ ہمیشہ مسلمانوں کی رہبری و رہنمائی کے لئے کمربستہ اور پیش پیش نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب میں تحریک آزادی میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحؒ، شیخ الاسلام مولانا مدنی رحؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحؒ، مفتی کفایت اللہ رحؒ، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ بخاری رحؒ، مولانا محمد صادق رحؒ کراچی، مولانا عزیز گل وغیرہم کے اسمائے گرامی سامنے آتے ہیں اور تحریک پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی رحؒ، مولانا ظفر احمد عثمانی رحؒ، مفتی محمد شفیع اور مولانا سید محمد یوسف بنوری مدظلہ نظر آتے ہیں۔ در حقیقت تحریک آزادی اور تحریک پاکستان کی کامیابی علماء حق کی ہی جدوجہد کا ثمرہ ہے اور علماء کرام کے دونوں طبقے واجب الاحترام ہیں۔ الحمد للہ دونوں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ صرف طریقہ کار کے اختلاف کے اور کچھ بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحؒ، مولانا محمد صادق رحؒ، مولانا لاہوری رحؒ، مفتی محمد شفیع نے پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام کی بنیاد رکھی۔ جس میں ملک کے دیگر جید علماء نے بھی شرکت کی۔ لیکن یہ حضرات کافی عمر رسیدہ اور مصروفیت کی وجہ سے عام لوگوں سے رابطہ قائم نہ رکھ سکے۔ ان کے بعد ۱۹۵۲ء میں دوبارہ جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم نو کی گئی۔ لیکن کام آگے نہ بڑھ سکا۔ اس کے بعد نئے عزم اور ہمت سے ۱۹۵۶ء میں حضرت لاہوری رحؒ کی صدارت میں ملتان میں علماء کرام کو مدعو کیا گیا۔ پانچ سو جید علماء نے شرکت کی۔ دراصل یہ نیا دور جمعیۃ کا ایسا مقبول ہوا کہ جمعیۃ کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ وطن عزیز پاکستان میں ہمیشہ جاری رہے گا۔ چنانچہ اسی وقت سے مولانا مفتی محمود جمعیۃ علماء اسلام کے ایک ذمہ دار عہدیدار کی حیثیت سے پاکستان میں مشہور رہے اور پھر آپ کی شہرت میں اضافہ ہوتا ہی چلا گیا۔ اس لئے آپ کا نام بھی تاریخ پاکستان میں اپنے اکابر کی طرح ہمیشہ چمکتا دمکتا رہے گا۔

سر پہ شرعی بال جو کانوں کی لو تک دراز، کشادہ پیشانی، گھنی سیاہ و سفید ریش مبارک، سفید کرتہ، سفید شلوار، لمبا قد، بھاری جسم، کندھے پر عربی ریشمی رومال۔ بڑی مجالس میں عبا یا جبہ استعمال کرتے ہیں جو آپ کے جسم پر بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ گفتگو میں نرمی اور گرمی کم گو، اکابر کا نام نہایت ادب سے لیتے ہیں۔ سیاسی مسائل دلائل سے حل کرتے ہیں۔ تقریر جامع مفصل دلائل، دھن کے پکے اپنے کام کی لگن، جمعیۃ کے پروگرام میں لگن۔ بگلستان علماء میں چمن، حاضرین میں وجیہہ باوقار متین و فہیم و ذہین حضرت بنوری، حضرت افغانی، حضرت دین پوری، حضرت درخواستی، حضرت عبید اللہ انور اور مفتی محمد شفیع کے تقدس اور علم کے معترف، شیخ الہند رحؒ، شیخ الاسلام رحؒ، حضرت لاہوری رحؒ، حضرت بخاری رحؒ، حضرت جالندہری رحؒ، حضرت احسان احمد رحؒ، حضرت پیر خورشید احمد رحؒ، حضرت لال حسین اختر رحؒ کے معتقد ہیں۔ آپ ہیں حضرت مولانا مفتی محمود، جنہیں دیکھ کر تاریخ پاک و ہند یاد آجائے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے والد محترم مولانا محمد صدیق خلیفہ تقسیم ملک سے کافی عرصہ قبل افغانستان سے ہجرت کر کے ڈیرہ اسماعیل خان کے پنیالہ نامی گاؤں میں آکر آباد ہوئے تھے۔ آپ کے والد محترم بڑے عابد زاہد، ذاکر مشاغل اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے شیخ طریقت کی جانب سے مجاز تھے۔ آپ کا آبائی پیشہ زمینداری رہا۔ مولانا مفتی محمود جو کہ پنیالہ میں ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی کی ابتدائی کتابیں گھر میں ہی والد محترم سے پڑھی تھیں۔ اسی دوران اسکول میں بھی زیر تعلیم رہے اور اپنی خداداد ذہانت کی وجہ سے پورے اسکول میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے۔ اس کے بعد مقامی علماء کرام کے مشوروں سے آپ دیوبند چلے گئے اور حضرت مدنی رحؒ سے رابطہ قائم کیا۔ چنانچہ ان کے مشورے پر جامع قاسمیہ شاہی مرادآباد میں داخلہ لیا۔ جہاں آپ نے درس نظامی کی تکمیل کی۔ اور دورہ حدیث سید فخر الدین رحؒ سے پڑھا جو حضرت مدنی رحؒ کے بعد دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث بنے اور شیخ الہند رحؒ کے ممتاز تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ شیخ الہند رحؒ کے مشن کی کامیابی کے لئے جمعیۃ علماء ہند سے وابستہ ہو گئے۔ تحریک آزادی میں عملی حصہ لینا شروع کر دیا اور ۱۹۴۱ء میں تکمیل علم کے بعد اپنے وطن لوٹے اور اپنے علاقہ میں سیاسی تحریکات میں حصہ لیتے رہے۔ اس دوران آپ کی شہرت پنجاب اور سرحد میں کافی ہو چکی تھی۔ چنانچہ پاکستان کے واحد دینی ادارہ مدرسہ "قاسم العلوم" جس کی بنیاد حضرت مدنی رحؒ نے اپنے مقدس اور متبرک ہاتھوں سے رکھی تھی ۱۹۵۱ء میں مدرس اور مفتی کے لئے منتخب کئے گئے۔ آپ کی علمی صلاحیت، سیاسی بصیرت، فقہی مہارت، عمدہ نظامت اور بے پناہ دینی فراست کو ملاحظہ کرتے ہوئے شیخ الحدیث، صدر مدرس اور ناظم تعلیمات کے اہم ترین مناصب پر مامور کیا گیا۔ اس دوران تحریک ختم نبوت میں آپ نے امیر شریعت کی قیادت میں بھرپور اور مردانہ وار حصہ لیا اور پورے جوش عمل اور مجاہدانہ عزم کا مظاہرہ کیا اور گرفتار ہونے کے بعد ایک سال تک قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں آپ نے ملتان میں علماء کرام کے سامنے علماء کی ذمہ داری اور ملک کی سلامتی، بقاء، اسلامی آئین کے احیاء اور قیام کے لئے تفصیلی پروگرام پیش کیا اور علماء کو عملی طور پر سیاست میں حصہ لینے کی ترغیب دلائی اور منظم طور پر اسلامی آئین کے نفاذ کی جدوجہد شروع کر دی گئی۔ کچھ عرصہ بعد ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ جس میں تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ آخر ۱۹۶۲ء میں انتخابات ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور یہی آپ کی عالمی شہرت کا ذریعہ بنی۔ آپ نے قومی اسمبلی کے ہر اجلاس میں اسلام کی حقانیت پر مدلل تقریر فرمائی، خصوصاً عائلی قوانین کی منسوخی کے لئے جدوجہد فرمائی۔ دلائل و براہین سے اس کی خرابیوں سے حکام کو مطلع کیا۔ آخر اسپیکر کو اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی ہم بے بس ہیں۔ آپ کے دلائل و شواہد کے سامنے۔ اسی دوران آپ نے اسلامی ممالک کے دورے بھی فرمائے۔ جہاں ملک کی پالیسی اور مسلم ممالک میں رابطہ کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔ تحریک جمہوریت میں قافلہ جمہوریت میں آپ کا کردار سب سے نمایاں ہے۔ گول میز کانفرنس میں ختم نبوت کے مسئلے کے لئے آواز اٹھانے والی شخصیت آپ ہی ہیں۔ مصر، لیبیا، شام، سعودی عرب میں پاکستان کا تعارف، مسئلہ کشمیر کا حل، اسلامی اخوت کا جذبہ بیدار کرنے والے مفتی محمود ہی ہیں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں قومی اسمبلی کے الیکشن میں اعلیٰ ترین کامیابی حاصل کرنے والے مفتی محمود ہی ہیں۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کو متحد رکھنے کی کوشش کرنے والے مفتی محمود ہی ہیں۔ صوبہ سرحد میں وزارت عظمیٰ ملنے کے بعد شراب بندی کے احکامات صادر کرنے والے مفتی محمود ہی ہیں۔ ملک کے ممتاز راہنماؤں اور دینی پیشواؤں کے معتمد مفتی محمود ہی ہیں۔ ملک کے جملہ بڑے دینی مدارس کے وفاق کے ناظم اعلیٰ مفتی محمود ہی ہیں۔ ایک عالم دین، مانے ہوئے سیاستدان، مختلف زبانوں کے بہترین مقرر، قرأت سبعہ کے ماہر اور پانچ مرتبہ زیارت حرمین سے مشرف ہونے والے مفتی محمود ہی ہیں۔ حال ہی میں حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز صاحب رائے پوری کی جانب سے طریقت کے چاروں سلسلوں میں بیعت کے لئے اجازت یافتہ بزرگ مفتی محمود ہی ہیں۔ دین و وطن عزیز پر جان نثار کرنے والے مفتی محمود ہی ہیں۔ بیت اللہ شریف کا غلاف تھام کر وطن عزیز کی سلامتی کی دعا کرنے والے مفتی محمود ہی ہیں۔ علماء حق کی یادگار جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان کے قائد اور ناظم اعلیٰ بھی مفتی محمود ہی ہیں۔ خدا پاک ان کا سایہ تا دیر امت مسلمہ پر باقی رکھے۔ آمین ثم آمین!

مولانا عزیز الرحمٰن کی گرفتاری

ایک اخباری اطلاع کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور کے امیر مولانا عزیز الرحمٰن صاحب اور ڈبھیر کے مولانا نور محمد صاحب کو ۱۶ پبلک سیفٹی آرڈر کے تحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔

احمد حسین کمال - سی ۱۵۳، کورنگی ۶ کراچی ۳۱

عبدالصمد خاں اچکزئی کا قتل

ایک لمحۂ فکریہ

عبدالصمد خاں اچکزئی کے قتل کے محرکات کیا تھے، غالباً اس پر گفتگو کرنا ابھی مناسب نہیں ہوگا کہ یہ معاملہ اب عدالتی تحقیقات کی میز پر ہے۔

البتہ اس سنگین واقعہ سے ہم اپنے ملک کی موجودہ سیاست کے مزاج اور بدلتی ہوئی کیفیت کا اندازہ کر سکتے ہیں عبدالصمد خاں اچکزئی محض ایک عام فرد نہیں تھے بلکہ اپنے پیچھے سیاست کی ایک طویل اور شاندار تاریخ رکھتے تھے

وہ برطانوی حکومت کے دور میں مجاہدین آزادی کی صف کے سرکردہ افراد میں سے تھے۔ انہوں نے انجمن وطن کے نام سے برطانوی عہد میں ایک آزادی خواہ جماعت بنائی تھی اور انگریزی دور میں وہ برابر گرفتار ہوتے اور جیل جاتے رہے۔ اپنے اس کردار کی بنا پر انہیں "بلوچی گاندھی" کہا جانے لگا تھا۔

آزادی کے وقت وہ پختونستان کے قیام کی تحریک کے علمبردار تھے۔ پاکستان بن جانے کے بعد، لیاقت علیخاں کے دورِ حکومت سے لیکر خواجہ ناظم الدین، ملک غلام محمد، سکندر مرزا اور ایوب خاں کی حکومتوں کے دور تک انہیں پاکستان کا مخالف اور غدار قرار دیا جاتا رہا ہے۔

اس عرصہ کا بھی بیشتر زمانہ انہوں نے جیل میں ہی گذارا ایوب خاں کے پورے دس سالہ دورِ حکومت میں وہ جیل میں سزا بھگتتے رہے۔ آخری بار جب وہ جیل سے باہر آئے، تو ایک بدلے ہوئے انسان تھے۔

اگرچہ پختونستان کی تحریک کے وہ اب بھی علم بردار تھے لیکن ان کا سیاسی ذہن، بھٹو صاحب کی تحریک کی طرف مائل تھا۔ وہ اپنے پرانے ساتھیوں سے کٹ گئے۔ اور "پختونخوا نیپ" کے نام سے انہوں نے بلوچستان میں اپنا سیاسی گروپ بنایا۔

اسی گروپ کے نام سے انہوں نے الیکشن لڑا، قومی اسمبلی کے انتخاب میں ہار گئے اور صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں کامیاب ہو گئے۔

یحییٰ حکومت کا یہ دور تھا، اور اس دور میں ان پر "مخالف پاکستان" ہونے کا الزام عائد نہیں کیا گیا۔

مشرقی پاکستان کے سقوط اور علیحدگی کے بعد، جب بھٹو صاحب کی حکومت بنی، تو وہ نیپ کے مقابلہ میں نئی حکومت کے لئے پسندیدہ فرد تھے۔

لیکن بلوچستان میں ان کی سیاسی طاقت بہت معمولی تھی، اس لئے وہ سوائے نیپ حکومت کے خلاف تنقید و نکتہ چینی کے پیپلز پارٹی کی حکومت کے لئے زیادہ کارآمد ثابت نہیں ہو سکے۔

اس عرصہ میں ملک کے اندر بہت سی تبدیلیاں عمل میں آئیں اور سیاسی رفتار اپنے زاویے اور رخ بدلتی رہی حتیٰ کہ بلوچستان اور سرحد کی صوبائی نیپ حکومتیں برطرف اور علیحدہ ہو گئیں اور بلوچستان میں کشیدہ اور پیچیدہ صورت حال پیدا ہو گئی جو ہنوز جاری اور ترقی پذیر ہے۔

اس پس منظر میں عبدالصمد خاں اچکزئی کا قتل مستقبل کے بہت سے سیاسی اندیشوں اور خدشات کا "باد نما" بن جاتا ہے۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کے قیام کے بعد نئے پاکستان کو سب سے زیادہ سیاسی استحکام کی ضرورت ہے، لیکن یہ سیاسی استحکام کس طرح اور کیونکر حاصل ہو، ابھی تک اس کے لئے واضح راہ متعین نہیں ہو سکی۔

استحکام کے وہی سابقہ "بیوروکریٹ" طریقے اور سابقہ مسلم لیگی "نظریات" و "طور طریق" کو ہی عمل میں لایا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ تمام عمل ۲۵ سال کے تجربہ نے ناکام ثابت کر دیا ہے۔

بھٹو صاحب ایک ذہین سیاستدان ہونے کے باوجود یہ اندازہ نہیں کر سکے کہ نیا پاکستان اپنے سیاسی استحکام کے لئے ایک وسیع تر سیاسی عمل اور سیاسی جد و جہد چاہتا ہے، جو ہمہ گیر سیاسی تربیت سے ہی ممکن الوجود ہے۔

حیرانی کی بات ہے کہ ابھی تک پاکستان کے وجود و بقاء کے لئے نظریات کی تلاش و توضیح جاری ہے اور وطنیت کا ٹھوس تصور پیدا نہیں کیا جا سکا ہے جس پر پوری نسل کو متفق بنایا جا سکے۔

حالانکہ پاکستان کا وجود، ایک حقیقت کے طور پر سب کے سامنے موجود ہے۔

پاکستان تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے برصغیر کا ہی ایک جزء ہے اور برصغیر میں اس بات کے امکانات ہر وقت موجود رہے ہیں کہ یہاں کے مختلف علاقوں کے درمیان تصادم برپا ہو جائے برصغیر کی ماضی کی تاریخ، اس خطہ میں واقع متعدد و مختلف علاقائی حکومتوں کے درمیان جنگ و جدال اور نزاع و کشمکش سے بھری ہوئی ہے، جس سے ہر تاریخ دان واقف ہے۔

انگریزوں کے غلبہ کے بعد یہاں آزادی و انقلاب کی تحریکوں نے سیاسی وحدت کا رجحان پیدا کیا۔ حالانکہ انگریزی حکومت کی ڈپلومیسی اس کے خلاف تھی۔

حصولِ آزادی کے وقت مسلم لیگ اور کانگریس نے سیاسی وحدت کے رجحانات کو، علاقائیت میں تقسیم ہونے سے بچایا اور صرف ہندو مسلم دو منطقوں میں بٹ کر برصغیر ..... آزاد ہو گیا

اگر ایسا نہ ہوتا تو آزادی اس خطہ کو سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کر دینے کا باعث بن جاتی۔

مذہبی تقسیم بہرحال ناگزیر بن چکی تھی۔ اب بنگلہ دیش کے قیام نے ایک بار پھر سیاسی تقسیم کے رجحان کو ہوا دی ہے۔ اس رجحان کو بیوروکریسی کے طور طریق اور مجرد مذہبی جذبات سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ بلکہ اس کا تدارک ایک ہمہ گیر سیاسی عمل سے ہی ممکن ہے۔ جو مضبوط اقتصادی بنیادوں پر جاری ہو۔

(۷ - ۱۲ - ۷۳)

صدیق اکبرؓ

وہ صدیق اکبر صداقت کے پیکر
وہ اسلام کے ایک تابندہ گوہر
نہاں جس کے سینے میں تھا نورِ وحدت
نبیؐ کی رہی جس کو حاصل رفاقت
جو ہیں انبیاء کے سوا سب سے افضل
فضائل، محاسن، خصائل میں اکمل
مروت کے خوگر، سخاوت کے عادی
جنہوں نے رہِ حق میں دولت لٹا دی
خلافت کے سرتاج امامت کے سرور
ہدایت کے سورج حقیقت کے جوہر
رفیقِ نبوت، شفیقِ رسالتؐ
مسلّم ہے دنیا میں جس کی حقیقت
کرے گا ادب ان کا جو کوئی انور
وہ جنت میں گھر پائیگا سب سے بہتر

حافظ نور محمد انور

حامد پراچہ کی گرفتاری

طالب علم راہنما جناب جاوید ابراہیم پراچہ کے بھائی جناب حامد پراچہ کو پولیس نے بموں کے دھماکوں کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا ہے۔ حامد پراچہ اعصابی تکلیف کے مریض ہیں

راولپنڈی سے ایک خط

چوہدری محمد نذیر احمد

امریکہ، فارس کی ریاستوں کو چھیڑنے کی غلطی نہ کرے!

تیل عربوں کا ہے اور عربوں کا ہی رہے گا

عربوں کا تیل کا ہتھیار ہنوز اپنے "کرشمے" دکھا رہا ہے۔ دنیا بھر میں عربوں کے اس "عجیب و غریب" ہتھیار کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ مغربی ممالک کی اکثریت عربوں کے "مطالبات" کے آگے سر تسلیم خم کر چکی ہے۔ عالمی رائے عامہ عربوں کے جائز مطالبات کی حمایت اور اسرائیل کی مذمت میں بیدار ہو چکی ہے۔ امریکہ اور یورپ اپنی "ناکامیوں" کا اعتراف کر چکے ہیں۔

جاپان اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرنے کے خیال سے اسرائیل کو آگاہ کر چکا ہے۔ جاپانی نائب وزیر خارجہ نے اسرائیل سے کہا ہے کہ وہ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں قبضہ کئے جانے والے علاقوں کو فی الفور خالی کر دے۔ جاپان کی "قومی اسمبلی" نے ایسی قرار دادیں پاس کی ہیں کہ عرب بھی جاپان کی طرف سے اتنی "انتہا پسندی" کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ مگر دوسری جانب امریکہ فوجی مداخلت کی بڑ ہانک رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تیل کے وہ کنوئیں جن پر عرب اتنے "اترا" رہے ہیں۔ اگر سپلائی جاری نہ کی گئی تو ان کنوؤں پر ہی قبضہ کر لیا جائے گا۔ مگر الجزائر کے صدر بومدین نے یہ خوفناک انکشاف کیا ہے کہ تمام عرب ممالک نے اپنے اپنے تیل کے کنوؤں کے اردگرد بارودی سرنگیں بچھا دی ہیں تاکہ وقت پڑنے پر انہیں آسانی سے اڑا دیا جائے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا وقت آئے۔ اگر امریکہ یا اس کے "حاشیہ برداروں" نے ایسی کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی۔ تو پھر ساری دنیا تیل کے استعمال سے محروم ہو جائے گی۔ اور وہ ممالک جو اس وقت تھوڑا بہت تیل حاصل بھی کر رہے ہیں۔ واشنگٹن کے ہوس ملک گیری کے دماغ رکھنے والے حکمرانوں کے اس "جارحانہ حملے" کی صورت میں تیل کی ایک ایک بوند کو ترسیں گے۔ ساری دنیا میں تیل کا ایسا خطرناک "قحط" پیدا ہو جائے گا۔ کہ صنعتی دنیا کی ترقی ٹھپ ہو کر رہ جائیگی۔

قرائن بتاتے ہیں کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک اور خصوصاً فارس کی ریاستوں کو مستقبل میں اگر کسی سے "نبرد آزما" ہونا پڑا۔ تو وہ غیر مسلم نہیں بلکہ ایک مسلمان ملک ہوگا۔ جسے امریکہ نے اربوں ڈالر کے جدید ترین اسلحہ سے لیس کر دیا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو جب بھی زبردست نقصان اٹھانا پڑا تو اپنوں نے اس میں اہم کردار کیا۔ اندلس کی اسلامی عظمت سے کون واقف نہیں۔ آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے وہاں حکومت کی۔ اور اتنی عظیم الشان اور مستحکم سلطنت جس نے یورپ کے اندھیروں میں علم و ہنر کی روشنی کے چراغ جلائے۔ وہاں کے لوگوں کو رہنے سہنے کے آداب سے روشناس کرایا۔ جہاں کے علم و ہنر کے چشموں سے پورا یورپ سیراب ہوتا تھا، قرطبہ، اشبیلیہ اور غرناطہ میں بیت حمرا اور وہاں کی عظیم الشان مساجد کے در و دیوار اور وہاں کے کھنڈرات، ان عرب مجاہدوں کی آمد کی گواہی دے رہے ہیں جو آج سے تیرہ سو سال قبل موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کی قیادت میں بحر الکاہل کے ساحل پر اپنی کشتیوں کو نذر آتش کر کے "ہر ملک ملکِ ما است کہ ملکِ خدائے ما است" کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے داخل ہوئے تھے۔ ایسی سلطنت جب اپنوں ہی کے ہاتھوں ختم ہونے پر آئی، تو آج وہاں ڈھونڈنے سے بھی ایک مسلمان نظر نہیں آتا۔ خاندان مغلیہ کی تباہی تو کل کی بات ہے۔ جس کی تاریخ ۱۸۵۷ء میں آزادی کے متوالوں نے اپنے خون سے لکھی اور جزائر انڈیمان کے قید خانوں کی دیواریں آج بھی اسی تاریخ کی گواہی دے رہی ہیں۔ سراج الدولہ اور سلطان ٹیپو کی شہادت بھی ڈھکی چھپی نہیں کہ کس طرح میر جعفر اور میر صادق کو انگریزوں نے استعمال کیا۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو کس طرح بالاکوٹ (ضلع ہزارہ) میں اپنوں سے ہی جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ خلافت عثمانیہ جو صدیوں تک صلیبی سورماؤں سے نبرد آزما رہی۔ بحر روم میں یورپ کو پے در پے شکستوں سے دوچار کرتی رہی۔ جس کی خلافت کے پرچم تلے تمام دنیا کے مسلمان متحد تھے ایسی عظیم الشان سلطنت کو انگریزوں نے شریف حسین والئ مکہ کی وساطت سے کس طرح تباہ کر ڈالا۔ اور خلافت ترکی کو بیالیس حصوں میں تقسیم کر ڈالا۔

اور ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اسی شریف حسین کے پڑپوتے شاہ حسین نے عربوں کے خلاف جو کردار ادا کیا وہ بھی عیاں ہے۔ اور اپنے "پیر و مرشد" امریکہ کو پہلے ہی اس "منصوبے" سے آگاہ کر دیا۔ جو عالم اسلام کی اس جلیل القدر ہستی نے مرتب کیا تھا۔ جسے دنیا جمال عبدالناصر کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور اسی جنگ میں مصر کی دفاعی لائنوں پر ادریس سوسی کے لیبیا میں سے امریکہ کے "وہیلس" اور "الآدم" کے ہوائی مستقروں سے کس طرح امریکہ کے سینکڑوں بمباروں نے تباہی مچائی تھی۔

اور ۱۹۷۰ء میں کس طرح چالیس ہزار "الفتح" کے فدائین کو "اردنی فوج" نے اپنے ہاتھوں سے "ذبح" کیا۔ اگر وہی گوریلے آج زندہ ہوتے تو تل ابیب اور دوسرے اسرائیلی شہر آج ان کے دھماکوں سے لرز رہے ہوتے۔ بیسیوں ظالم اپنے انجام کو پہنچ چکے ہوتے۔

عالم اسلام سے یہ ساری غداریاں برطانیہ اور امریکہ اپنے "خود کاشتہ پودوں" اور اپنے "جاسوسوں" کے ہاتھوں ہی کرا کے عالم اسلام کو نقصان پہنچاتے رہے۔

مگر ان تمام حقائق سے قطع نظر یہودی اور نصرانی عالم عرب کے اس اتحاد سے سخت پریشان ہیں، جس نے انہیں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا کہ اگر اسرائیل ہمارے علاقے خالی نہیں کرتا، امریکہ اس کی سرپرستی نہیں چھوڑتا، اور فلسطینی بے گھروں اور پناہ گزینوں کو ان کے جائز حقوق نہیں دیئے جاتے تو اسرائیل کی سرپرستی کرنے والے امریکہ اور اس کے حواریوں کے لئے تیل کی سپلائی کو بند کر دیا جائے۔ اور آج خطرہ اس بات کا ہے کہ امریکہ کہیں ایشیا میں اپنے ایک "دوست ملک" کے ذریعے تیل پیدا کرنے والی فارس کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر حملہ نہ کرا دے (جس کی تازہ تازہ مثال بی بی سی کے ایک حالیہ نشریے کے مطابق ایران اور اومان کی فوجیں مشترکہ طور پر جنوبی یمن کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں) امریکہ خود آگے آنے کی جسارت نہیں کریگا کیونکہ اسے ویتنام، کمبوڈیا اور کوریا میں اپنے وہ زخم یاد ہیں جو ان "چھوٹے چھوٹے" بہادر اور غیور لوگوں نے اسے لگائے ہیں۔ وہ ابھی ان حربوں کو نہیں بھولا جو ۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء کی صبح مصر و شام نے اس کے "چہیتے" اسرائیل پر لگائے ہیں۔ اس لئے وہ اس مرتبہ اپنے ایک "تازہ دم حواری" کو سامنے لائیگا جس کو وہ گذشتہ کئی سال سے اربوں ڈالر کا اسلحہ دے چکا ہے اب امریکہ نے بحر ہند میں اپنے دو بحری بیڑوں کو اس کی "حفاظت" کے لئے "اس کے" دائیں بائیں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ "اس" ملک کا "مسلمان" سربراہ عربوں سے امریکہ و یورپ کے لئے تیل کی سپلائی جاری کرنے کے لئے مسلسل اپیلیں کر رہا ہے۔ کیونکہ اس سے ان کے انگریز اور امریکی دوستوں کے "سردی" کی وجہ سے بیمار ہونے اور مرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

انہیں شاید ویت نام، کمبوڈیا اور کوریا میں امریکہ کی وحشیانہ بمباری یاد نہیں رہی۔ انہیں تقسیم فلسطین بھی یاد نہیں رہی۔ انہیں وہ لاکھوں پناہ گزین یاد نہیں آئے۔ جو کھلے آسمان کے نیچے خیموں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی وہ انسانی ہمدردی اس وقت کہاں تھی، جب فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے نکالا جا رہا ہے۔

اگر امریکہ نے اپنے "حلیف" کے ذریعے فارس کی ریاستوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، تو یہ اس کے لئے پیغام موت ہوگا

(باقی صــ۱۳ پر)

باب المراسلات

محترم چیف ایڈیٹر ترجمانِ اسلام لاہور
السلام علیکم و رحمتہ اللہ علیہ و برکاتہ،

ایبٹ آباد میں قادیانی گرائی ربوہ بنانا چاہتے ہیں تو انہوں نے گذشتہ سال تعمیر شروع کر دی تھی ۔ مگر یہاں کے غیور مسلمانوں کے احتجاج پر سابق حکومت سرحد نے تعمیر بند کروا دی تھی ۔ مگر انہوں نے پھر شروع کر دی ہے ۔ اس لئے ہم حکومت پاکستان اور خاص کر حکومت سرحد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس تعمیر کو روک کر اس جگہ کوئی تعلیمی ادارہ قائم کرے تاکہ صوبہ میں امن قائم رہے ۔

(منجانب عہدہ داران انجمن اتحاد بندہ فجواریاں
ایبٹ آباد ہزارہ)

قابل توجہ حکومت آزاد کشمیر

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب!

ہمارے لئے یہ امر نہایت خوشی کی ہے کہ آپ کا ہفت روزہ "ترجمان اسلام" آزاد کشمیر کے لوگوں کے مسائل کو اپنے صفحات پر جگہ دے رہا ہے ۔ میں ترجمان اسلام کے توسط سے اپنے علاقہ کے بعض مسائل کی طرف ارباب اختیار کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔

ہمارا علاقہ کھاوڑہ نہایت پسماندہ ہے اور اس پچیس سالہ دور میں اس علاقہ کو ہر قسم کی مراعات سے محروم رکھا گیا ہے ۔ اس تیس میل لمبے علاقہ میں نہ کوئی ڈسپنسری ہے اور نہ ہی کوئی سڑک ہے ۔ ۱۹۷۱ء میں علاقہ کے عوام کی جدوجہد پر حکومت نے ایک منصوبہ سڑک چھتر دومیل تا چڑکپورہ منظور کیا ۔ جس کا سروے بھی گذشتہ دنوں ہو گیا اور اس کا تخمینہ لاگت ایک لاکھ ۸۰ ہزار روپیہ تعین کیا گیا اور انجینئر پی ڈبلیو ڈی نے بھی اس کی منظوری دے دی ہے ۔ مگر ابھی تک اس منصوبہ کو نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔

ہماری تجویز ہے کہ چھتر دومیل والے سڑک کے منصوبہ کو چکار سے ملانے کے لئے اس سڑک کو جگوٹلی فقر آباد دنگجند علی پوتھلہ سے گذار کر کو جگوٹ والی سڑک سے ملایا جائے یہ سڑک عوام کو نقل و حمل کی سہولتیں بہم پہنچانے کے ساتھ ساتھ قومی معیشت اور ملکی بچاؤ میں بڑی اہمیت کی حامل ہو گی ۔

اس سڑک کی تعمیر سے علاقہ کھاوڑہ کی پچاس ہزار سے زائد آبادی نقل و حمل کی آسانیوں سے زراعتی ترقی اور اشیاء ضروریات کی علاقہ میں درآمد برآمد سے اپنی معاشی حالت کو درست کرنے میں کامیاب ہو جائے گی ۔ اور ساتھ ہی اس علاقہ کے جنگلات میں ہزاروں من بالن جو گل سڑ کر ضائع ہو رہا ہے اس کو بازار لا کر خزانہ سرکار میں اضافہ کیا جائے گا ۔

نیز سبسٹری سلائیڈ کی وجہ سے راہ مواصلات میں جو رخنہ پڑ گیا اس منصوبے کی تکمیل سے اس کا ازالہ ہو سکے گا مظفر آباد کو چناری سے ملا دیا جائے گا ۔

(از سید مصطفےٰ ہمدانی صدر اصلاح کمیٹی علاقہ کھاوڑہ
مظفر آباد)

خوش خبری

بزرگان دین، علماء کرام کے خطبات و تقاریر و تصانیف و تالیفات کی حفاظت و اشاعت کے لئے مدت سے ایک ایسے ادارے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی ۔ جو اس گراں مایہ سرمایہ اور عظیم ورثے کو نئی نسل تک پہنچائے تاکہ نونہالانِ وطن نہ صرف اپنے اسلاف سے واقف ہو سکیں بلکہ ان کے نقش قدم پر چل کر ملک و ملت کی کشتی کو پار پہنچائیں ۔ اسی دیرینہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے علمی مجلس سندھ وجود میں آئی ہے ۔

ظاہر ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے ملت کے ہر فرد کے تعاون کی ضرورت ہے ۔ مندرجہ ذیل طریقے پر تعاون کیا جائے ۔

جس کے پاس کسی بزرگ و عالم دین کی تقریر ٹیپ شدہ صورت میں یا تحریر شدہ دینی و ملی خدمات موجود ہوں وہ تقریر یا تحریر شدہ مواد سے ہمیں مطلع کریں ۔ ہم تقریر ٹیپ کر کے آواز بھی محفوظ کریں گے اور حرف بہ حرف تحریر کر کے شائع کریں گے

خصوصاً فی الحال مندرجہ ذیل بزرگان دین و علماء کرام کی تقاریر اور ملفوظات عنایت فرمائیں ۔

حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ ۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ ۔ حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ ۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ۔ حضرت مولانا خلیفہ احمد الدینؒ ۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ۔ حضرت مولانا محمد شاہ امروٹیؒ ۔ حضرت مولانا عبد الکریم قریشی بیر شریف ۔ حضرت مولانا خلیفہ عبد العزیز صاحب ۔

مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کی جائے ۔

(محمد یونس بھٹی ۴۸ ۔ ابطری ہال ایل ایم سی جامشورو)

بقیہ ۔ پاکستان کے قومی مسائل

تو اس رائے شماری کو تسلیم نہ کرتے، لیکن نہ صرف ہم نے کبھی آج تک اس رائے شماری کو چیلنج کیا بلکہ سب سے پہلے بادشاہ خاں نے مجلس عاملہ آئین ساز میں قائد اعظم اور قائد ملت کی موجودگی میں پاکستان کی وفاداری کا حلف اٹھایا، اور آج ہم قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے حلف اٹھا چکے ہیں

وہاڑی کے ضمنی انتخاب میں مولانا عبدالرحیم نعمانی کو کامیاب بنائیں

مولانا عبیداللہ انور اور پیر نیاز احمد گیلانی کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبیداللہ انور اور جنرل سیکرٹری مولانا سید نیاز احمد گیلانی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں تحصیل وہاڑی کے عوام سے اپیل کی ہے کہ قومی اسمبلی کے لئے وہاڑی کی سیٹ کے ضمنی الیکشن میں متحدہ جمہوری محاذ کے نامزد امیدوار اور جمعیۃ علماء اسلام کے بزرگ راہنما مولانا حافظ عبدالرحیم نعمانی کو کامیاب بنائیں۔

مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومتوں نے گذشتہ دو برس میں عوام کے جمہوری حقوق کو بری طرح پامال کیا ہے۔ بلوچستان اور سرحد کو جمہوری حکومتوں سے محروم کیا ہے اور مہنگائی کو روکنے میں ناکام ہو چکی ہیں۔ اس لئے پیپلز پارٹی کی ان غلط پالیسیوں کے خلاف عوامی جذبات کا اظہار ضروری ہے اور اس کی صورت یہی ہے کہ عوام ضمنی الیکشن میں متحدہ جمہوری محاذ کے امیدوار کو کامیاب بنائیں۔

عربی کو اقوام متحدہ کی سرکاری زبان قرار دینے کی سفارش

اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کو اقوام متحدہ کی ایک کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ عربی کو جنرل اسمبلی کی چھٹی سرکاری زبان قرار دیا جائے۔ یہ قرارداد پاکستان اور دوسرے ۳۵ ملکوں نے پیش کی تھی۔ اس وقت انگریزی، فرانسیسی، چینی، ہسپانوی اور روسی زبانیں اقوام متحدہ کی سرکاری زبانیں ہیں۔



مولانا عبدالمجید وزیر اعلیٰ کھر کا مقابلہ کرینگے

ایک اخباری اطلاع کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام مظفر گڑھ کے راہنما مولانا عبدالمجید مظفر گڑھ سے صوبائی اسمبلی کے ضمنی الیکشن میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام مصطفیٰ کھر کا مقابلہ کریں گے۔

چونکہ وزیر اعلیٰ کے لئے صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہونا ضروری ہے۔ اس لئے جناب غلام مصطفیٰ کھر نے پیپلز پارٹی کے ایک رکن اسمبلی سے استعفا دلوا کر اس سیٹ سے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مظفر گڑھ کے سیاسی حلقوں کے مطابق یہ مقابلہ انتہائی سخت ہوگا۔

جمعیۃ نے متحدہ جمہوری محاذ کی صوبائی شاخ سے مولانا عبدالمجید کو محاذ کا ٹکٹ دینے کی سفارش کی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جناب غلام مصطفیٰ کھر قومی اسمبلی کی جس سیٹ سے مستعفی ہوئے ہیں وہاں سے نوابزادہ نصراللہ خاں متحدہ محاذ کی طرف سے الیکشن لڑینگے۔

مرکزی انتخاب پر اظہار مسرت

مانسہرہ۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ہزارہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ضلعی دفتر میں قائمقام امیر ضلع مولانا کریم عبداللہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ حضرت مولانا عبداللہ خالد صاحب نے تلاوت کلام پاک سے کاروائی کا آغاز فرمایا۔ اجلاس میں صدر اجلاس کے علاوہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب قاری محمد نذیر صاحب۔ اور ناظم ضلع مولانا شفیق الرحمٰن نے بھی خطاب کیا

اجلاس میں ضلع میں رابطہ عوام اور تنظیمی سرگرمیوں کو تیز تر کر دینے کے بارے میں مختلف تجاویز پر غور و خوض کیا گیا ایک قرارداد میں جمعیۃ کے مرکزی انتخاب کو نیک فال قرار دیتے ہوئے اس پر بھرپور اعتماد اور مسرت کا اظہار کیا گیا۔

دوسری قرارداد میں ملک میں ہوشربا گرانی پر قابو پانے اور عوام کو ضروریات زندگی سستے داموں مہیا کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

تیسری قرارداد میں سیاسی قیدیوں اور نظر بندوں کی رہائی اور مقدمات کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا۔

چوتھی قرارداد میں ملک میں سیاسی افراتفری، جمہوری اقدار کی پامالی، طلباء پر تشدد اور بلوچستان و سرحد میں سیاسی انتقامی کاروائیوں کی مذمت کرتے ہوئے عوام کے جمہوری حقوق کی بحالی اور بلوچستان سے فوج واپس بلانے کا مطالبہ کیا گیا۔

پانچویں قرارداد میں سوات ٹیکسٹائل مل ہری پور کی تالہ بندی اور مزدوروں پر تشدد کی مذمت کرتے ہوئے مزدوروں کو ان کے حقوق دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

(عبدالقیوم ناظم دفتر)

وہاڑی کا ضمنی الیکشن

وہاڑی ضلع ملتان سے قومی اسمبلی کے ضمنی انتخاب کے سلسلہ میں آخری مقابلہ متحدہ جمہوری محاذ کے متفقہ امیدوار جمعیۃ علماء اسلام کے مولانا حافظ عبدالرحیم نعمانی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدوار ریاض دولتانہ کے درمیان ہوگا۔ متحدہ جمہوری محاذ کے نمائندہ کے حق میں جن امیدواروں نے اپنے کاغذات واپس لئے ہیں وہ یہ ہیں۔ وقار احمد تحریک استقلال۔ چوہدری ظفر علی پی، ڈی، پی اور پاکستان سوشلسٹ پارٹی کے مرزا اعجاز بیگ ہیں۔ ان سب امیدواروں نے متفقہ طور پر متحدہ جمہوری محاذ کے نمائندہ کو مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے۔

ہوائی جہاز کے ذریعہ جانیوالے عازمین حج مصائب کا شکار ہیں

کراچی (نمائندہ خصوصی) جمعیۃ علماء اسلام کراچی حلقہ غربی کے امیر حاجی دل مراد نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہوائی جہاز کے ذریعہ جانے والے عازمین حج بھی زبردست تکالیف میں مبتلا ہیں۔ جن حجاج کی تاریخ روانگی بھی قریب آپہنچی ہے یا گذر گئی ہے۔ مگر ان کو اب تک پاسپورٹ تک نہیں ملا۔ جب حج آفس کے افسران سے معلومات کی جاتی ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اسلام آباد سے رجوع کریں۔ حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ وہ حج سے متعلق تمام معاملات کو کراچی میں ہی حل کرنے کا فوری بندوبست کرے۔

حاجی دل مراد صاحب نے یہ بھی کہا کہ ہوائی جہاز کے ٹکٹ لینے میں بھی بڑی تکالیف ہیں۔ کیونکہ حاجیوں کی لسٹ نہیں لگائی جاتی۔ ایک حاجی صبح سے شام تک قطار میں کھڑا رہتا ہے اور شام کو جواب ملتا ہے کہ آپ کا پاسپورٹ نہیں آیا تمام متعلقہ عملہ اور افسران نہایت غفلت سے عوام کے لئے مصائب پیدا کر رہے ہیں۔ اس لئے عوامی حکومت کو فوری اس دھاندلی کا خاتمہ کرنا چاہیئے۔

جمعیۃ علماء اسلام جمن شاہ

گذشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام جمن شاہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت الحاج جناب حافظ باغ علی صاحب نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد رمضان صاحب نے فرمایا کہ پاکستان میں واحد شخصیت مفتی محمود ہیں جنہوں نے ہر قسم کی مخالفت کے باوجود علماء حق کی تاریخ کو روشن کیا اور حضرت مدنی اور شیخ الہند رحمہما اللہ کی تاریخ کو زندہ رکھنے میں ایسا کارنامہ سرانجام دیا، جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ آخر میں کہا کہ ہمیں حضرت درخواستی اور مفتی محمود کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے اور ان کی قیادت میں رہنا باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ بعد ازاں مقامی جمعیۃ کے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے

امیر جناب الحاج حافظ باغ علی صاحب۔ نائب امیر جناب حاجی محمد علی صاحب۔ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد رمضان نائب ناظم حضرت مولانا غلام محمد صاحب۔ خزانچی جناب گلاب الدین صاحب۔

الیکشن میں سرکاری مداخلت

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ پیر سید نیاز احمد گیلانی نے وہاڑی سے قومی اسمبلی کے ضمنی الیکشن میں سرکاری مداخلت کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ پولیس اور دوسرے محکمے کھلم کھلا مداخلت کر کے ووٹروں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا۔ گذشتہ دنوں قصبہ دیوان صاحب میں متحدہ جمہوری محاذ کے پر امن جلسہ میں پولیس نے لاؤڈ اسپیکر قبضہ میں لے لیا۔ اور جب عوام نے اس شرمناک کاروائی کی مذمت کی تو ان پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ اس کے علاوہ پولیس نے متحدہ جمہوری محاذ کے امیدوار مولانا عبدالرحیم نعمانی کی کنویسنگ پارٹی سے تانگے، لاؤڈ اسپیکر اور گاڑیاں قبضہ میں کر لیں جو تا حال واپس نہیں کی گئیں۔ اور پٹرول پمپ کے مالکان پر زور دیا جا رہا ہے کہ محاذ کی گاڑیوں کو پٹرول نہ دیں۔

گیلانی صاحب نے حکومت کو خبردار کیا کہ اس قسم کے ہتھکنڈوں سے وہ زیادہ دیر تک عوام کو دھوکہ نہیں دے سکتی

زمان خاں اچکزئی کی حج کو روانگی

گلستان۔ جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان سینیٹر خان محمد زمان خاں اچکزئی فریضہ حج ادا کرنے کے لئے ۱۲ دسمبر ۷۳ء کو خشکی کے راستے موٹر کار میں روانہ ہو گئے۔ ان کے ہمراہ سید علی آغا اور سید عبدالولی آغا بھی ہیں۔ گلستان، قلعہ عبداللہ اور چمن بارڈر پر ہزاروں لوگوں نے ان کو الوداع کہا۔ مولانا شمس الدین صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان و ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی بلوچستان اور دیگر معزز علماء بھی چمن بارڈر تک ان کے ساتھ گئے۔

خان محمد زمان خاں اچکزئی نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ چونکہ وہ اسلام آباد سے ۱۱ دسمبر ۷۳ء کو کوئٹہ پہنچے۔ جس کے بعد سخت مصروف رہے اور وقت کی کمی کی وجہ سے بھی اپنے دوستوں و احباب، رشتہ داروں اور جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین اور کارکنوں سے نہ مل سکے لہٰذا وہ ان کے حق میں دعائیں فرماتے رہا کریں۔ توقع ہے کہ خان محمد زمان خاں اچکزئی اور ان کے ساتھی فریضہ حج ادا کرنے کے بعد انشاء اللہ ماہ فروری ۷۴ء کے اوائل تک واپس پہنچ جائیں گے۔

ضلع کیمل پور جمعیۃ کا نیا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام ضلع کیمل پور کے سابق امیر اور سابق ضلعی نائب ناظم کے اخراج الجمعیۃ کے بعد ضروری ہو گیا تھا کہ دوبارہ انتخابات کرائے جائیں۔ چنانچہ اسی ضمن میں نیا انتخاب زیر صدارت مولانا سائیں محمد عبداللہ آف جعفر منعقد ہوا اور درج ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا

امیر	مولانا حبیب الرحمان صاحب آف ویسہ
نائب امیر	مولانا سائیں محمد عبداللہ صاحب جعفر
" "	مولانا نور محمد صاحب بلھودالی
" "	مولانا نور ہاشم صاحب تلہ گنگ
ناظم عمومی	نسیم ہمدانی
نائب ناظم اول	مولانا قاری سعید الرحمان بہبودی
" " دوم	مولانا قاری سعید احمد تلہ گنگ
" " سوم	مولانا محمد عبدالرزاق جنڈ
ناظم اطلاعات	قاری سعید الرحمٰن علوی
خازن	مولانا عبدالرؤف بہبودی
سالار جمعیۃ گارڈ	مولانا اظہار الحق جلالیہ
نائب سالار	مولانا حافظ محمد یعقوب کیمل پور

مجلس عمومی ضلع کیمل پور

(۱) شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر صاحب (مومن پورہ) (۲) جانشین شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم (غور غشتی) (۳) مولانا عبدالقیوم جلالیہ (۴) حافظ زمرد خاں (سلیم خان) (۵) مولانا غلام یحییٰ (انز توپہ) (۶) خان منصب خاں (انز توپہ) (۷) مولانا محمد ایوب حضرو (۸) حافظ محمد ظہور حضرو (۹) مولانا شمس الدین حسن ابدال (۱۰) مولانا غلام قادر حسن ابدال۔ (۱۱) مولانا عبدالحی بھائی گھاٹ (۱۲) مولانا محمد اکرم بھلڑ جوگی (۱۳) مولانا عبدالقیوم حصار (۱۴) غلام الہٰ صاحب پنڈی گھیپ (۱۵) حاجی میاں خاں۔ نگوانی، (۱۶) قاضی محمد عظیم (دومیل)

دفترِ ختم نبوت میں اکابر کا ورود

اراکین مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ ایم، این، اے کے اعزاز میں ایک استقبالیہ ترتیب دیا۔ جس میں اسلام آباد اور راولپنڈی کے علماء کرام کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ علماء پاکستان کے ایم این اے حضرات نے بھی شرکت کی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ کی صدارت میں کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے مولانا غلام حیدر صاحب ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے یک سالہ کارکردگی کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ ان کے بعد مولانا مصطفیٰ الازہری صاحب نے موثر انداز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ بلا امتیاز مکتب فکر ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ اور فرمایا کہ بعض اوقات اپنوں سے بھی مایوسی ہوتی ہے۔ چنانچہ قومی اسمبلی کے موجودہ اجلاس میں فیڈرل سیکورٹی فورسس پر بحث کے دوران ایک تحریک التواء پر کہ اس قسم کی فوجی تنظیموں میں منکرین جہاد اسلام جہاد حرام کہنے والوں کو بھرتی نہ کیا جائے۔ اس پر سوال ہوا کہ ایسی جماعت کون سی ہے تو جواب ملا۔ قادیانی! قرارداد پیش کرنے کے وقت ایک مولانا صاحب اٹھ کر چلے گئے اور دوسرے کھڑے نہ ہوئے بلکہ بیٹھے رہے۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے نہایت پروقار اور متین لہجہ میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے اسلام آباد میں دفتر کے اجراء پر مسرت کا اظہار کیا اور حضرت بخاری صاحبؒ، قاضی احسان احمد صاحبؒ۔ مولانا محمد علی صاحبؒ اور مولانا لال حسین صاحب اخترؒ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ادارہ نے ان حضرات کی قیادت میں بہت کام کیا ہے۔ اور ہم سب ان کے ممنون ہیں اور فرمایا کہ قادیانی اندر ہی اندر اپنی ریشہ دوانیوں سے حکومت پر قابض ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ لیکن مسلمانان پاکستان ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دینگے۔ اگر ایسا وقت آیا کہ کسی ڈکٹیٹر نے مرزائیت کو ملک پر مسلط کرنے کی ناکام کوشش کی تو میں اس کے خلاف بغاوت کروں گا اور سب سے پہلے اپنے سینے پر گولی کھاؤں گا۔

دوران خطاب حضرت مفتی صاحب نے مجلس کی گذشتہ اور موجودہ کارکردگی پر اظہار اطمینان فرمایا اور مستقبل کے متعلق مفید مشورے اور بلند عزائم کا اظہار فرمایا۔

آخر میں حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے فرمایا کہ مجھے حضرت مفتی صاحب کے خیالات اور عزائم سے پورا پورا اتفاق ہے اور کہا کہ واحد ادارہ ہے کہ جس پر بلا امتیاز مکتب فکر تمام مسلمان ایک سٹیج پر جمع ہو سکتے ہیں اور اس عقیدہ سے کسی بھی مسلمان کو سرِ مو اختلاف نہیں ہے۔

اس کے بعد حاضرین کو چائے پیش کی گئی اور دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہو گئی۔

آزاد کشمیر میں قحط سالی کے اثرات

خطرناک صورت اختیار کر چکے ہیں

نعمان پورہ باغ۔ جمعیۃ العلماء آزاد جموں و کشمیر تحصیل باغ کے مولانا قاری محمد انور نے اپنے ایک اخباری بیان میں حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ وہ آزاد کشمیر کو پاکستان کا صوبہ قرار دینے کے بجائے اس کی معاشی پسماندگی دور کرنے کی طرف توجہ دے۔ مولانا انور نے کہا کہ آزاد کشمیر کو پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے سے شیخ محمد عبداللہ کے نام نہاد الحاق کو تقویت ملے گی۔ اور دیگر علیحدگی پسند عناصر کو مزید ملک کے حصے بخرے کرنے میں ہمت افزائی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہی بات تھی تو پھر جنگ آزادی اور کشمیریوں کی چھبیس سالہ قربانیوں کا آخران کو کیا صلہ ملا۔ انہوں نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ آزاد کشمیر کی موجودہ صورت حال کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی معاشی پسماندگی دور کی جائے۔

مولانا قاری محمد انور نے مزید کہا کہ آزاد کشمیر میں قحط سالی کے اثرات خطرناک صورت حال اختیار کرتے جا رہے ہیں اور عوام بھوک و افلاس کے عالم میں سرگرداں ہیں۔ اس لئے حکومت پاکستان کو اس وقت سب سے زیادہ توجہ عوام کی پسماندگی دور کرنے میں دینی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ تحصیل باغ کے علاقہ میں قحط سالی اور فصل کی تباہ کاریوں کی وجہ سے عوام کو انتہائی مشکلات کا سامنا ہے۔ اس لئے حکومت کو گندم کی سپلائی کرتے وقت اس علاقہ کو اولیت دینی چاہیئے۔

مولانا عبید اللہ انور نے خدام الدین کو تباہی سے بچالیا

کراچی (نمائندہ خصوصی) جمعیۃ علماء اسلام کراچی حلقہ غربی کا ایک اجلاس گذشتہ اتوار کو مدنی مسجد جاکیواڑہ میں حاجی دل مراد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں دیگر قراردادوں کے ساتھ ایک یہ قرارداد بھی اتفاق رائے سے منظور کی گئی جمعیۃ علماء اسلام کراچی حلقہ غربی کا یہ اجلاس قطب زماں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ جنہوں نے خدام الدین جیسے خالص دینی پرچہ کو تباہی سے بچالیا ہے اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ کو مدیر مقرر فرمادیا ہے امید ہے کہ اب یہ دینی پرچہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق دین حقہ کی بھرپور تبلیغ کرے گا جبکہ سابقہ مدیر نے اس رسالہ کو "سرکاری خبرنامہ" بنا رکھا تھا۔

واضح رہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کراچی غربی کی شوریٰ کا اجلاس عنقریب ہوگا۔

(محمد رمضان [illegible] نمائندہ خصوصی کراچی غربی)

بقیہ ــــ ایک خط

اس وقت عرب جمال عبدالناصر کے "اتحاد عالم عرب" کے فلسفے کو عملی جامہ پہنا چکے ہیں۔ اس لئے قبضہ وغیرہ کرنے کے خیال کو امریکہ اور اس کے جانشینوں کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہیں بہت سے "ملک" بیک وقت ویتنام نہ بن جائیں اور امریکہ کے لئے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے

بقیہ ــ قربانی کے مسائل

قربانی کے جانور سے کام لینا مکروہ ہے۔ قربانی کی کھال اور جھول کو بیچ کر خیرات کر دینا چاہیئے یا اس کی کھال سے کوئی چیز اپنے استعمال کے لئے بنوالیں۔ قصاب کی اجرت اپنے پاس سے دینا چاہیئے۔ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے اگر ان کو میعاد کے اندر کوئی جانور نہ ملے یا کسی اور وجہ سے وہ قربانی نہ کر سکیں تو وہ قیمت خیرات کر دینا چاہیئے۔ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے ان کو مستحب یہ ہے کہ یکم ذی الحجہ سے ناخن اور بال وغیرہ کے ترشوانے سے پرہیز کریں۔ پھر دسویں ذی الحجہ کو بعد قربانی ناخن وغیرہ ترشوائیں۔ قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیئے اور اگر کسی دوسرے کو اپنا قائمقام کر دے تو یہ بھی درست ہے۔ عورت بھی قربانی کر سکتی ہے۔ (فتح الباری) اگر قربانی کے جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دینا چاہیئے۔

عرفہ کے روز روزہ رکھنے کے فضائل بھی بہت وارد ہوئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص عرفہ کو روزہ رکھے گا اس کے ایک سال آگے کے اور ایک سال پیچھے کے گناہ معاف ہو جائیں گے (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

قربانی کا طریقہ جانور کو قبلہ رو داہنے پہلو پر لٹا کر اپنا پیر اس کے رخسارے پر رکھ لے اور تیز چھری سے بسرعت اس کو ذبح کر دے، اور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنا چاہئے انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین بذالک امرت وانا من المسلمین اللھم تقبل منی کما تقبلت من خلیلک ابراھیم علیہ السلام ومن حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقیہ ــــ توحید

کہتا ہے کہ ایک کشتی خود بخود بن گئی، میں کشتی میں بیٹھ گیا اور بغیر ملاح کے دریا پار کر گئی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

امام اعظمؒ نے فرمایا۔ او کافر زندیق! ایک معمولی کشتی بغیر کسی کاریگر کے نہیں بن سکتی اور بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی تو کیا یہ اتنی بڑی کائنات بغیر کسی کاریگر کے بن گئی اور بغیر کسی ملاح کے چل رہی ہے۔ اللہ نے اسے بنایا اور وہی اس کو چلا رہا ہے۔ منکرِ خدا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ :——— قاضی محمد اشرف

یونینز کے انتخابات

بیچیچہ وطنی

اسیر جمہوریت جناب محمد صفدر صاحب گورنمنٹ کالج بیچیچہ وطنی میں یونین کے انتخابات میں جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں

جھنگ

حافظ عبد العزیز صاحب گورنمنٹ ڈگری کالج جھنگ میں جائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئے

چنیوٹ

جناب محمد ا[illegible] صاحب گورنمنٹ کالج چنیوٹ میں C R منتخب ہوئے۔

ڈسکہ

جناب چوہدری محمد جاوید خاں گورنمنٹ کالج ڈسکہ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں اور عبد الرزاق صاحب انصاری C R۔

بورے والہ

راؤ محمد مسعود احمد خاں گورنمنٹ کالج بورے والا میں C R منتخب ہوئے ہیں۔

چشتیاں

جناب مشتاق ندیم گورنمنٹ کالج چشتیاں میں نائب صدر منتخب ہوئے۔

اسلام آباد

جناب سیف اللہ خالد گورنمنٹ انٹر کالج اسلام آباد میں C R منتخب ہوئے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی جگہوں پر جمعیۃ طلباء اسلام کے ارکان کامیاب ہوئے ہیں۔ اُن کی تفصیلات انشاء اللہ آئندہ شمارے میں آ رہی ہیں۔

اعلان

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کی تمام شاخوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ صوبائی دفتر جام شورو، پیر شریف منتقل کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اب تمام شاخیں ہر قسم کا رابطہ (خط و کتابت فنڈ کی ترسیل، لٹریچر کی فرمائش) مندرجہ ذیل پتہ پر رکھیں۔ جناب سید عبد الغفور شاہ صدر صوبہ سندھ متعلم مدرسہ سراج العلوم پیر شریف ضلع لاڑکانہ

خیر پور میں حضرت امروٹی کی آمد

۵ دسمبر کو جمعیۃ طلباء اسلام خیر پور کے زیر اہتمام ایک اجلاس منعقد ہوا۔ حضرت امروٹی مدظلہ مہمان خصوصی تھے۔ جمعیۃ طلباء اسلام خانپور کے کنوینر جناب سلیم احمد شاہ کلانی نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ جس پروگرام کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ جب بھی ضرورت محسوس کریں۔ ہم لوگ ہر وقت قربانی کے لئے تیار ہیں۔ حضرت امروٹی مدظلہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں آپ نوجوانوں سے یہی توقعات ہیں۔ اور آپ لوگوں نے مولانا شمس الدین صاحب کی شکل میں عملاً یہ چیز پیش کی ہے۔ کیونکہ مولانا شمس الدین جمعیۃ طلباء اسلام ہی سے نکل کر میدان عمل میں آئے ہیں۔

کولاب جٹیل (ضلع خیر پور) کا انتخاب

شوال کے آخر میں جمعیۃ طلباء اسلام جیکب آباد کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا عبد اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات کو عہدیدار چنا گیا۔

صدر	جناب عبد اللہ صاحب
ناظم عمومی	جناب محمد ابراہیم جی، قدائی
ناظم	″ خدا بخش
خازن	″ عبد الغنی منیب بلوچ
ناظم نشریات	″ عطاء اللہ
ناظم دفتر	″ حافظ ولی محمد

جناب محمد رمضان، قمر الدین، عبد الحق، عبد الکریم، عبد الغفور، امیر محمد اور حافظ علی اکبر کو شوریٰ کا ممبر منتخب کیا گیا

جیکب آباد کا انتخاب

گذشتہ ماہ جمعیۃ طلباء اسلام جیکب آباد میں ایک اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا عبد الغفور صاحب منعقد ہوا۔ مختلف طلباء نے خطاب کیا۔ بعد ازاں نئے سیشن کے لئے ان حضرات کو منتخب کیا گیا۔

صدر	جناب حافظ عبد الکریم
نائب صدر	″ عبد الغفور اور محمد جمعہ خاں
ناظم عمومی	″ حفیظ اللہ
نظماء	″ عبد الغفور کھوسہ اور جناب اللہ [illegible]
خازن	″ حبیب اللہ
ناظم نشریات	″ محمد عمر

اعلانِ شمولیت

عوامی سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے صدر اور گورنمنٹ کالج پشاور کے مشہور طالب علم لیڈر فقیر محمد خاں نے اپنی تنظیم کو جمعیۃ طلباء اسلام میں ضم کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا پروگرام مرزائی فتنہ کی سرکوبی ہے۔ لیکن جمعیۃ طلباء اسلام ہم سے زیادہ موثر طریق پر کام کر رہی ہے۔ لہٰذا ہم سب اراکین جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کرتے ہیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ انوار العلوم

گوجرانوالہ۔ جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ انوار العلوم کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا فضل الرزاق منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

سرپرست	مولانا زاہد الراشدی
صدر	صالح محمد
ناظم	نجم الدین نعمانی
ناظم نشر و اشاعت	محمود قریشی
خازن	مولوی برہان الدین

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ نصرۃ العلوم

گوجرانوالہ۔ مدرسہ نصرۃ العلوم کی جمعیۃ طلباء اسلام کا مندرجہ ذیل سالانہ انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر	مولانا محمد زاہد صاحب لاہوری
نائب صدر	″ رفیع اللہ شاہ ہزاروی
جنرل سیکرٹری	قاری تاج محمود راولپنڈی
ناظم نشر و اشاعت	مولانا محمد یٰسین لاہوری
خازن	″ محمد جانباز خاں

ایک قرار داد کے ذریعہ حضرو کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب علوی کے خلاف سیاسی انتقام کے [illegible] کو اوقاف کی تحویل میں لینے پر ارباب اقتدار کی مذمت کی گئی اور اس فیصلہ کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا۔

خضدار کالج میں کامیابی

ڈگری کالج خضدار بلوچستان میں جمعیۃ طلباء اسلام کے محمد ایوب جنک کالج یونین کے جنرل سیکرٹری منتخب ہو گئے یہ کامیابی جمعیۃ طلباء اسلام خضدار کے جنرل سیکرٹری عطاء اللہ مینگل کی انتھک کوششوں سے ہوئی۔ انہوں نے اپنے قریبی حریف بی، ایس، او سردار گروپ اور اسلامی جمعیۃ طلباء کے مشترکہ امیدوار کو بھاری اکثریت سے ہرا دیا۔

جمعیۃ علماء اسلام ٹنڈو الہ یار کی تشکیل

جمعیۃ طلباء اسلام ٹنڈو الہیار کا اجلاس زیر صدارت جناب محمد شفیع صاحب ایرانی بلوچ منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

صدر — جناب محمد شفیع بلوچ متعلم دار العلوم ٹنڈو الہیار

ناظم اعلیٰ — ″ عبد الغفور بلوچ متعلم دار العلوم ٹنڈو الہیار

ناظم نشریات — جناب حبیب الرحمٰن بلوچ متعلم دار العلوم ٹنڈو الہیار

خازن — حافظ محمد عمر سربازی متعلم دار العلوم ٹنڈو الہیار

جناب مولوی محمد جان متعلم دار العلوم ٹنڈو الہیار کو سرپرست مقرر کیا گیا۔

علم و تحقیق

از مولانا عبد الشکور ترمذی
ساہیوال ضلع سرگودھا

اسلام میں سزائے ارتداد

پاکستان "اسلامی جمہوریہ" حکومت ہے۔ ایک اسلامی حکومت میں یہ بات قابل اعتراض ہونے کے ساتھ باعث تشویش بھی ہے کہ اس میں عیسائی مشنریوں کو کھلی اجازت ہو کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر کے مسلمانوں کو عیسائی بناتی رہیں اور مسلمانوں پر بھی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائی وغیرہ بننے سے باز رہیں اور اس طرح مذہب اسلام کے تبدیل کرنے کی مسلمانوں کو کھلی چھٹی حاصل ہو۔ اسلامی حلقوں کی یہ شکایت بجا ہے کہ پاکستان میں عیسائی مشنریوں نے اپنی ریشہ دوانیوں سے بہت سے مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا ہے اور ان کو مسلمانوں میں ارتداد کے جراثیم پھیلانے کا حق دے دیا گیا ہے۔

بلاشبہ شخصی حقوق کے تحت اس بات کی اجازت پر تو کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے کہ "کوئی شہری اپنے مذہب پر عقیدہ رکھے اس پر عمل کرے" مگر قانون اسلام کی رو سے کسی مسلمان کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ مذہب اسلام کو تبدیل کر کے مرتد ہو جائے اور وہ مملکت کے اساسی نظریہ اسلام کو ترک کر دے۔

"نوائے وقت" ۱۳ فروری ۱۹۷۳ء کے شمارہ میں الحاج ممتاز احمد فاروقی نے جو مضمون "مسئلہ ارتداد اور اسلام" کے عنوان سے سپرد قلم کیا ہے کہ "کیا مذہب اسلام نے واقعی ارتداد کی سزا قتل مقرر کی ہے"؟ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے قوانین کی رو سے اس مضمون کا جائزہ لیا جائے، کتاب و سنت کی روشنی میں اس کے دلائل کا تجزیہ کیا جائے۔

پہلی دلیل اور اس کا تجزیہ

مضمون نگار نے پہلی دلیل ارتداد کی سزا قتل، نہ ہونے پر قرآن کریم کی آیت ۲۵۶ پیش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں "قرآن کریم نے سورہ بقرہ آیت ۲۵۶ میں صاف فرمایا ہے کہ (دین میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت کی راہ گمراہی سے واضح ہو چکی ہے) آگے لکھتے ہیں کہ "قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کو بھی بجبر کچھ نہیں منواتا، بلکہ جو چیز منواتا ہے اس کی دلیل بھی دیتا ہے کہ ہدایت کی راہ واضح ہو چکی"۔ سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۶ جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:۔ لا اکراہ فی الدین۔ "زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں"۔ اس سے اوپر آیت "وانك لمن المرسلين اور بلاشبہ آپ ہمارے پیغمبروں میں سے ہیں" میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بیان ہے، اور زیر تفسیر آیت سے ملی ہوئی آیت الکرسی میں حق تعالیٰ کی توحید ذات اور عظمت صفات کا بیان فرمایا گیا ہے، اور یہی دو امر توحید و رسالت جن کا ذکر اس آیت سے پہلے فرمایا گیا ہے دین اسلام کے اصل الاصول ہیں، اور جب ان دونوں کو دلائل سے ثابت کر دیا گیا تو اس سے دین اسلام کی حقانیت کا بھی لازمی طور پر ثبوت ہو جاتا ہے

اللہ تعالےٰ کا حق

حق تعالیٰ جل شانہٗ اپنی ربوبیت عامہ اور حکومتِ کاملہ اور مخلوق کی محکومیت اور عبدیت کے پیش نظر اپنے مخلوق و محکوم بندوں کو دین اسلام کے قبول و تسلیم کرنے پر مجبور کریں تو یہ بھی ان کا جائز حق ہے۔ اس لئے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اگر تکوینی طور پر اپنے اس حق کی ادائیگی کا بجبر مطالبہ کریں اور اپنے قدرت و تصرف سے سب کو اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کر دیں یا تشریع کے ذریعہ ایسا شرعی ضابطہ مقرر فرما دیتے جس سے سب کو بجبر اسلام میں داخل ہونا پڑتا تو بھی کسی کو اس پر حرف گیری اور لب کشائی کا حق نہیں پہنچتا، کیونکہ وہ سب کا خالق اور مالک ہے اور خالق و مالک کو اپنی مخلوق و مملوک میں ہر طرح کے تصرف کرنے اور ہر قسم کے قانون بنانے کا حق حاصل ہونا ایک مسلمہ بات ہے۔

باوجود حق ہونے کے جبر نہ کرنے میں حکمت

لیکن چونکہ یہ دنیا آزمائش ابتلاء کا مقام ہے، اس لئے دنیا میں کسی شخص کو ایمان لانے اور [illegible] کے قبول کرنے پر اس طرح مجبور کرنا کہ اس کو ایمان کے قبول [illegible] وہ تکوینی یا تشریعی طور پر مجبور محض ہو جائے، حکمت کے خلاف [illegible] اس سے مصلحت ابتلاء فوت ہو جاتی ہے۔ اس لئے حق تعالےٰ نے کو دین اسلام کے قبول کرنے اور ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا۔

دین اسلام قبول کرنے میں اختیار

اور اسی لئے بندوں کو نہ صرف یہ کہ باختیار خود ایمان لانے کا اختیار دے دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے اختیار سے ایمان لا کر دین اسلام قبول کریں اور اگر نہ چاہیں تو قبول نہ کریں۔

بلکہ ایمان کے معتبر ہونے کے لئے اس کا باختیار خود قبول کرنا شرط قرار دے دیا اور حالت اضطرار اور جبر و اکراہ سے قبول کیا ہوا ایمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیر معتبر اور نا مقبول قرار پایا۔

آیت کی تفسیر

آیت زیر تفسیر میں اسی بات کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لا اکراہ فی الدین یعنی (دین) کے قبول کرنے میں ہماری طرف سے (کوئی جبر نہیں ہے) بلکہ ہر ایک کو ہم نے اختیار دے دیا ہے۔ اب اپنے اختیار کو ایمان کے لئے کام میں لائے یا کفر کے لئے یہ ہر شخص کا اپنا کام ہے اور دین کے قبول کرنے پر جبر کا اس لئے موقع نہیں ہے کہ قد تبین الرشد من الغی۔ "ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے"۔ اور اسلام کی خوبی قطعی دلائل سے واضح ہے، اور جبر و اکراہ ایسے کام میں کیا جایا کرتا ہے جس کی خوبی مخفی ہو واضح نہ ہو۔ جب دلائل سے دین اسلام کی خوبی ثابت کر دی گئی اور ہدایت گمراہی سے ممتاز اور جدا ہو چکی تو اب جبر و اکراہ سے کسی کو اسلام قبول کرانے اور مسلمان بنانے کی کیا حاجت ہو سکتی ہے؟

ایسی حالت میں جو شخص بھی دین اسلام کی خوبیوں سے اعراض نظر کریگا اور ہدایت سے روگردانی کر کے کفر و گمراہی کو اختیار کرے گا تو وہ اپنے اختیار سے خود کو تباہی میں ڈال رہا ہے اس لئے اس کا ذمہ دار بھی وہ خود ہی ہوگا، کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایسے شخص کو اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کرے۔

اسلام و کفر کے احکام

البتہ یہ ضرور ہے کہ اسلام اور کفر میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا اس کے احکام اور آثار اس پر ضرور مرتب ہونگے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، مثلاً دین اسلام کے قبول کرنے پر مومن کے لئے جنت کی ہمیشہ کی راحتیں اور قبول نہ کرنے پر دوزخ کی دائمی تکلیفیں یہ تو آخرت میں اسلام و کفر کے آثار اور اچھے برے نتائج ہیں اور مثلاً مومن کا معصوم الدم ہونا اور کافر کا بعض حالتوں میں مباح [illegible]